رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

REGD. L No. 2595 | ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض بجا لانیوالا اخبار | رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا۔ دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت ظاہر کرنا۔
(۲) غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا۔
(۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل اور صحیح جواب دینا۔
(۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط اور مستحکم بنانا

نور

THE NOOR

یهدی اللّٰہ لنورہ من یشاء

ہر ماہ کی ۳ / ۱۷ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر شیخ محمد یوسف

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے۔ ایک روپیہ آٹھ آنے
چندہ ششماہی عوام سے چودہ آنے
سالانہ سرپرستوں سے دس روپے
سالانہ امراء سے پانچ روپے
غیر ممالک سے آٹھ شلنگ

جلد ۲۶ | اخبار نور قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۳۷ء مطابق ۳ محرم الحرام ۱۳۵۶ھ | نمبر ۱۴

اب تو کوئی شکایت نہ ہونی چاہئیے

گذشتہ دنوں مجھے چند دوستوں نے یہ لکھا کہ اخبار نور جو کسی وقت غیر مذاہب میں تبلیغ کا زبردست آرگن تھا۔ اب یہ دیکھ کر تکلیف ہوتی ہے کہ بعض دفعہ ادویہ کے اشتہار کا ذریعہ بن رہا ہے۔ بیشک ایک حد تک بات صحیح ہے۔ مگر اس کی ذمہ داری مجھ پر نہیں بلکہ قوم پر پڑتی ہے جس نے ایک بےنظیر تبلیغی صحیفہ کی جانب سے بہت حد تک آنکھیں پھیر لیں۔ حالانکہ نور کے تبلیغی مضامین اور اس کے عملی تبلیغی کارناموں کے اور تو اور دشمن بھی معترف ہیں۔ میں یہ بات کسی بڑائی کے لئے نہیں بلکہ تحدیث بالنعمت کے طور پر کہتا ہوں۔ کہ آریوں کے متعلق عموماً اور سکھوں کے متعلق خصوصاً جو نور نے تبلیغی لٹریچر مہیا کیا۔ سب سے بڑھ کر نور کو خوشی ہوگی۔ اگر کوئی یہ ثابت کردے کہ کسی نے اس لٹریچر پر اضافہ کیا ہو۔ میں دوستوں کی گذشتہ بےرخی کو نظر انداز کرتے ہوئے

ناظرین کو ایک اور سنہری موقع دیتا ہوں۔ وہ یہ کہ اب میں بطور آزمائش قریباً چار ماہ تک اپنے اخبار میں ادویہ کا کوئی غیر معمولی یا دو صفحہ سے زیادہ کا اشتہار نہیں دونگا اور اخبار کا حجم سولہ صفحوں سے کم نہ ہوگا۔ اور ان چار ماہ میں نور کی قیمت بھی بجائے تین روپیہ کے ایک روپیہ آٹھ آنہ سالانہ مقرر کیجاتی ہے۔ اور پھر ان کتب جو ایک روپیہ آٹھ آنے کی کتابیں جن کا اشتہار اسی اخبار کے صفحہ سولہ پر درج ہے خریداروں کو مفت دیجائینگی گویا بالفاظ دیگر اخبار دوستوں کو مفت پڑے گا۔ اگر اس چار ماہ کے عرصہ میں نور کے ایک ہزار خریدار ہوگئے۔ تو میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ اسے اشتہار کا ذریعہ نہیں بنایا جائیگا۔ اور نور کی قیمت بھی ہمیشہ کے لئے ایک روپیہ آٹھ آنے ہی رہے گی۔ اور علاوہ ازیں ایک روپیہ آٹھ آنے کی کتابیں بھی مفت ملا کریں گی۔ اب دوستوں کا یہ فرض ہے کہ وہ اس چار ماہ میں نور کی اشاعت ایک ہزار تک پہنچا دیں۔ اور جو سہولتیں دی گئی ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ اگر دوست ذرا بھی ہمت سے کام لیں تو چار ماہ کیا ایک ماہ میں ہی نور کی خریداری ایک ہزار تک پہنچ سکتی ہے۔ اگر اب بھی دوستوں نے نور جیسے مجاہد اور غازی پرچہ کی توسیع اشاعت اور اعانت سے گریز کیا تو پھر کم از کم ایڈیٹر نور بری الذمہ ہوگا۔

دوستوں کے جواب باصواب کا منتظر

ایڈیٹر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

دُنیا میں کیا ہو رہا ہے؟

معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ سر اکبر حیدری کو مہاراجہ سر کشن پرشاد کی جگہ وزیر اعظم مقرر کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ اعلیٰحضرت شاہ دکن نے اس بارے میں احکام صادر کر دئیے ہیں۔ سر کشن پرشاد اب اپنے عہدہ جلیلہ سے سبکدوش ہو گئے ہیں۔

بلدیہ گوجرانوالہ کو اگزکٹو افسر ایکٹ کے ماتحت حکم دیا گیا ہے کہ تین ماہ کے اندر اندر بلدیہ مذکور اپنا اگزکٹو افسر مقرر کر لے ورنہ حکومت خود اگزکٹو افسر مقرر کر دے گی۔

ماری انڈس کیمپ میں فوجوں کی آمد سے خاص سرگرمی اور رونق پیدا ہو گئی ہے۔ روزانہ دو تین سپیشل گاڑیاں ماری انڈس میں پہنچ رہی ہیں۔

سر سکندر حیات خاں نے اپنے دولتکدہ پر تقریباً ۴۰ اخبار نویسوں کو دعوت دی۔ دیر تک پریس اور نئی حکومت کے درمیان تعاون کے مسئلہ پر تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ سر سکندر حیات خان نے فرمایا کہ جدید حکومت پریس کے متعلق نئے قوانین بنانے میں ایک نئی پالیسی اختیار کرے گی۔ جس کے ماتحت کسی اخبار کے لئے سب سے بڑا جرم اقوام مختلف میں منافرت انگیز مضامین شائع کرنا ہو گا۔ اخبارات کو چاہیئے کہ اقوام مختلفہ میں خوشگوار تعلقات اور خوشگوار فضا پیدا کرنے میں حکومت کا ہاتھ بٹائیں۔

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس ۲۱ر مارچ کو دہلی میں منعقد کیا جائے گا۔ جس میں اس مسئلہ پر غور کیا جائے گا کہ اسمبلیوں سے باہر مسلمانوں کی تنظیم کے لئے کیا کارروائی کرنی چاہیئے۔ نیز فیصلہ کیا جائیگا کہ لیگ کا سالانہ اجلاس کہاں اور کب منعقد کیا جائے

موضع بڈھ بیر ضلع پشاور میں ایک مسلمان کسان رات کیوقت باہر جاتے وقت اپنی بیوی سے کہہ گیا تھا کہ کواڑ بند کر لو۔ تا کہ کوئی چور نہ گھس آئے۔ عورت بچے کو لوری دینے کے بعد دروازہ بند کرنے اٹھی۔ تو ایک تلوار بند چور اندر داخل ہو چکا تھا۔ جس نے عورت سے نقد و زر طلب کیا۔ عورت نے اسے کہا کہ میرے گھر سے نکل جاؤ۔ اس پر چور نے عورت پر حملہ کیا۔ عورت کلہاڑی اٹھا کر آدھ گھنٹہ تک چور کا مقابلہ کرتی رہی۔ بزدل چور نے تلوار سے اس کے ننھے بچے کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ لیکن بہادر عورت نے کلہاڑی کے ساتھ چور کی گردن اڑا دی۔ جب اس کا خاوند آیا تو زخموں سے نڈھال ہو کر اس کے قدموں پر گر پڑی۔

انگلستان کے وزیر اعظم مسٹر بالڈون ۲۰ مئی کو ریٹائر ہو رہے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ان کی جگہ مسٹر چیمبرلین نئے وزیر اعظم ہوں گے۔

سپین میں باغیوں اور سرکاری فوج میں گھمسان کی جنگ شروع ہے۔

حکومت فرانس نے ڈیفنس کے لئے ۵۲ کروڑ قرضہ لینے کے لئے اعلان کیا ہے۔

خالصہ نشنلسٹ پارٹی نے اعلان کیا ہے۔ کہ سر سندر سنگھ مجیٹھیہ نے اپنی پارٹی سے اجازت حاصل کر کے وزیر بننا منظور کیا ہے۔

اسمبلی میں سر ہنری کریک نے بیان کیا ہے کہ اسمبلی الیکشن میں سرکاری ملازمان نے زیادہ تر کانگرسی امیدوار کو ووٹ دیئے ہیں۔

مسٹر جناح نے مسلم لیگ کانگرس سے سمجھوتہ کرانے کے لئے کوششیں ترک کر دی ہیں۔

مدراس کے کانگرسی ورکروں کو یقین ہے کہ اسمبلی میں ان کی پارٹی کی تعداد ۱۴۳ ہو جائیگی۔

یکم اپریل کی ہڑتال کامیاب بنانے کے لئے کانگرسی کارکنان خاص سرگرمی سے کام کر رہے ہیں۔

نیویارک ۱۱ر مارچ کل امریکن قوم کے نام ایک تقریر براڈکاسٹ کرتے ہوئے پریزیڈنٹ روزولٹ نے کہا ہم اپنے نصب العین کو صرف چند آدمیوں کے ذاتی فیصلوں پر قربان نہیں کر سکتے جو مستقبل کے خوف سے ہمیں حالات حاضرہ کا مقابلہ کرنے سے مانع رکھنے کے درپے ہیں۔ آپ نے کہا حالات اس سرعت کے ساتھ تبدیل ہو رہے ہیں کہ ۱۹۲۹ء کے خطرات کے دوبارہ رونما ہونے کا اندیشہ ہے۔ آنیوالے خطرہ کی مدافعت نہ کر سکنے کی وجہ سے ہم ایک بحران میں مبتلا ہیں۔ مزید کہا میری ذاتی تجویز سے اہل امریکہ کی سول اور مذہبی آزادی میں کسی قسم کی آزادی کا فرق نہیں آئے گا۔ میں وثوق کے ساتھ یقین دلاتا ہوں کہ ایک ایسے زمانہ میں جبکہ ہر طرف سے جمہوریت پر حملے ہو رہے ہیں میں جمہوریت کو کامیاب بنانے کی کوشش کروں گا۔

بمبئی کی صوبہ کانگریس کمیٹی نے ۱۵ ووٹوں کی حمایت اور ۵ کی مخالفت سے وزارتیں قبول کرنے کے حق میں فیصلہ کر دیا ہے۔ مگر اس کے ساتھ یہ شرط عائد کی ہے کہ کانگرس ورکنگ کمیٹی بڑی سختی سے وزارتوں کی نگرانی کرے گی۔ قرار دیا گیا کہ وزارتیں صرف ان صوبوں میں مرتب کی جائیں۔ جہاں کانگرسیوں کی اکثریت ہے اور کسی اور پارٹی کے ساتھ وزارت مرتب کرنے کے لئے اتحاد نہ کرنا پڑے۔ نیز یہ بھی قرار پایا کہ تجربہ کے طور پر صرف ایک سال کیلئے وزارتیں قبول کی جائیں۔ اور اس کے بعد پھر ایک کنونشن منعقد کی جائے تا کہ کانگرسی وزیروں کے کام پر تبصرہ کیا جائے

یوم تبلیغ کیلئے بہترین روحانی تحائف

۴ر اپریل کو ہندوؤں وغیرہ میں تبلیغ کا دن مقرر ہے۔ انھیں دینے کے لئے یہ بہترین روحانی تحائف ہیں۔

قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ سائز ۲۰×۲۶/۸ صفحات ۷۳۲ چھپائی بہترین کاغذ عمدہ جلد سنہری ہدیہ صرف ایک روپیہ چار آنہ۔ جو اصل لاگت سے بھی کم۔ محصول ڈاک علاوہ

قرآن مجید کا ہندی ترجمہ سائز ۲۰×۲۶/۸ صفحات ۷۴۸۔ چھپائی بہترین۔ کاغذ عمدہ جلد سنہری ہدیہ صرف ایک روپیہ چھ آنے۔ جو اصل لاگت سے بھی کم۔ محصول ڈاک علاوہ۔

پوتر جیون (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت) سائز ۲۰×۲۹/۱۶ صفحات ۵۵۰ چھپائی عمدہ کاغذ بہترین جلد سنہری ہدیہ صرف آٹھ آنے جو اصل لاگت سے بھی کم۔ محصول ڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ:۔ منیجر اخبار نور۔ نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

میدانِ عمل میں کون پُورا اُتر رہا ہے؟

مُسلمان بھی تبلیغ کرتے ہیں اور آریہ بھی تحریک شُدھی کے حامی ہیں۔ اب قابل غور بات یہ ہے کہ ان ہر دو میں حقیقتاً کون سا مذہب میدانِ عمل میں پورا اُتر رہا ہے؟ یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ آریہ مذہب ہندوستان کی چار دیواری سے آگے نہیں جاسکا۔ جبکہ اسلام تمام دنیا پر چھا گیا۔ اگر اس کے جواب میں آریہ صاحبان یہ کہیں کہ آریہ مذہب اس سے قبل اپنے جادۂ اعتدال سے باہر ہو کر اپنی سابقہ روایات کو کھو چکا تھا۔ گو یہ جواب بھی کسوٹی پر پُورا نہیں اُترتا۔ مگر آریہ سماج کی خاطر تھوڑی دیر کے لئے اسے مان بھی لیا جائے تو بھی نتیجہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ گذشتہ قصّوں کو چھوڑیئے۔ موجودہ آریہ سماج کا تو ڈھٹلے سے یہ دعویٰ ہے کہ ہم اصلی ویدک دھرم کے حامل ہیں۔ جو تحریک شُدھی کا ایسا ہی حامی ہے۔ جیسا کہ کوئی دوسرا ہو سکتا ہے۔ اب ہم اس نقطۂ خیال کے تحت آریہ سماج کے موجودہ طریق کار کی پڑتال کرتے ہیں کہ آیا آریہ سماج موجودہ نوواردوں یا نو آریوں کو مساوات دے سکا؟ مساوات سے میری مراد روٹی اور بیٹی کے تعلقات اور دکھ اور سکھ میں شریک ہونے کے ہیں۔ یہ نہیں کہ شدھی کے موقع پر ایک قطار میں بیٹھ کر لڈو کھا لئے یا اس سے بھی زیادہ قدم مارا تو ایک دوسرے کے ساتھ لڈوؤں کو چھوا لیا۔ اس سے مساوات کہاں مل سکتی ہے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ مسٹر گابا ہندو سے مسلمان ہوئے۔ ڈیڑھ لاکھ کی ضمانت مُنہ سے کہہ لی جاتی ہے۔ مگر مسلمانوں نے اپنے اس نو مسلم بھائی کے لئے زیادہ سے زیادہ خطرہ میں پڑ کر بھی ڈیڑھ لاکھ ایسی خطیر رقم کی ضمانت مہیا کرنے میں کوئی دریغ نہ کیا۔ الگ تھلگ بیٹھ کر باتیں بنا لینی آسان ہیں۔ مگر کسی دوسرے کی خاطر اپنے آپ کو ہنسی خوشی زیادہ سے زیادہ خطرہ میں ڈال دینا ایک دوسری بات ہے۔ اسے وہی زیادہ بہتر سمجھ سکتا ہے جو اس ایثار کے میدان میں عملی قدم اُٹھاتا ہے۔ دوسرا کیا جانے۔ پھر دیکھئے کہ گذشتہ اسمبلی کے انتخاب میں مسٹر گابا کامیاب رہا اور موجودہ اسمبلی کے انتخاب میں بھی یہ کون نہیں جانتا کہ موجودہ حالات میں اسمبلی کا انتخاب لڑنے والے کے پاس کم از کم پندرہ بیس ہزار روپیہ نقد ہونا چاہیئے۔ غالباً مسٹر گابا کی موجودہ حالت ایک ہزار روپیہ کے خرچ کرنے کی بھی متحمل نہ ہوگی۔ پھر دونوں دفعہ ووٹوں کی بھاری کثرت کے ساتھ کامیاب ہونا یہ محض مسلمانوں کا اپنے ایک نو مسلم بھائی کے لئے ایثار کا نتیجہ ہے۔ اسے کہتے ہیں حقیقی مساوات۔ بلکہ غور کیا جائے تو یہ بات مساوات سے بھی کچھ آگے جاتی ہے۔

اب آیئے ذرا آریہ سماج کی طرف جو تحریک شدھی کا سب سے زیادہ حامی ہے اُس نے نوواردوں کو کہاں تک مساوات دی۔ دور کیوں جاؤ۔ مہاشہ دھرم پال بہت مدت تک آریہ سماج میں رہے۔ گریجویٹ تھے۔ آج سے چالیس سال پہلے گریجویٹ ہونا ایک وزن رکھتا تھا۔ پھر لکھنے اور بولنے میں بھی وہ کسی آریہ اخبار نویس یا مقرر سے کم نہ تھے۔ بلکہ کچھ آگے ہی۔ اُنھوں نے اپنے نقطۂ خیال سے آریہ سماج کی تائید میں کتابیں بھی لکھیں۔ مگر آریہ سماج اُنھیں کوئی تمدنی پوزیشن نہیں دے سکا۔ تمدنی پوزیشن سے یہ مراد نہیں کہ ان کی کتابوں اور اخباروں کو خرید لیا۔ یا جلسہ میں لیکچروں کے لئے کھڑا کر دیا۔ اور چند منٹوں کے لئے واہ واہ کا شور مچا دیا، نہیں ـــ تمدنی پوزیشن سے مراد یہ ہے کہ آیا آریہ سوسائٹی سے کوئی صاحب حیثیت ان کے ساتھ رشتہ ناطہ کرنے کے لئے آمادہ ہوا؟ واقعات بتلاتے ہیں کہ نہیں۔ تو پھر اسے مساوات کون کہے۔ یہی حالت ستیہ دیو اور شانتی سروپ کے معاملہ میں ہے۔ مگر مسلمانوں میں یہ بات نہیں ایک نو مسلم کو اپنی حیثیت کے مطابق بلکہ بعض حالات میں اس سے بھی بڑھ کر مسلم سوسائٹی میں رشتے ناطے مل سکتے ہیں۔ نہ صرف مل سکتے بلکہ قدیمی مسلمان ایک نو مسلم سے رشتہ کرنے میں فخر اور کار خیر سمجھتے ہیں۔ یہ واقعات ہیں جسے کوئی جھٹلا نہیں سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ کسی انفرادی کیس میں معاملہ اس سے مختلف بھی ہو۔ مگر فیصلہ ہمیشہ عمومیت پر ہوتا ہے۔

مسلمانوں اور آریہ سماج کی عملی حالت میں جو زمین و آسمان کا فرق ہے اس کی ایک خاص وجہ ہے۔ وہ یہ کہ تبلیغ مسلمانوں کا ایک مذہبی اصول ہے مسلمان شروع سے اس پر کاربند رہے ہیں۔ مگر برخلاف اس کے تحریک شدھی یا تبلیغ آریہ دھرم کا کوئی مذہبی اصول نہیں ہے۔ بلکہ مسلمانوں کی نقل ہے۔ اب نقل اصل کا مقابلہ کیسے کر سکتی ہے۔ ایک نو مسلم کو "شیخ" کا لقب دیا جاتا ہے۔ جو مسلم سوسائٹی میں بہت ہی باوقار اور قابل احترام لقب ہے۔ ایک نو مسلم شیخ سیدوں سے، پٹھانوں سے، مغلوں سے بے تکلف رشتہ داری کر سکتا ہے بلکہ یہ لوگ ایک نو مسلم کے ساتھ رشتہ داری کرنے میں فخر سمجھتے ہیں۔ مگر آریہ یہ بات کہاں سے لائیں گے؟ اور ایک نو آریہ کو کس گروہ میں لینگے؟ آیا شودروں میں یا ویشوں میں یا کھشتریوں یا برہمنوں میں؟ اگر وہ لیں شودروں میں تو آریہ بننے کا فائدہ کیا؟ باقی رہا برہمن اور کشتری کا سوال یہ اُس وقت تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ جب یہ اقوام ایک نو آریہ کے ساتھ رشتہ ناطہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ ورنہ زبانی دعویٰ۔

"واروں سو گز پھاڑوں نہ ایک گز"

سے بڑھ کر کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

اس کے لئے میں پنڈت مدن موہن مالویہ کی صاف گوئی کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جیسا انھوں نے ایکدفعہ کہا تھا کہ:

"غیر مذاہب والے ہندو بن سکتے ہیں۔ مگر ہندوؤں میں انھیں کوئی ورن (درجہ) نہیں دیا جائیگا"

جس کا صاف مطلب یہ تھا کہ ہم پیسے وصول کرنے کے لئے بعض اشخاص کو ریلوے کا ٹکٹ تو دے سکتے ہیں مگر گاڑی میں سوار ہونے کا کوئی درجہ نہیں ہوگا۔ اور پلیٹ فارم پر بھٹکتے رہیں گے۔ اب یہ واقعات کسی تشریح کے محتاج نہیں ہیں کہ نوواردوں کو حقیقی مساوات صرف اسلام ہی دے سکتا ہے جس کی یہ تعلیم ہے۔

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

یعنی مسلمانوں میں وہی معزز اور مکرم ہے۔ جو نیکیوں میں زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ مضائقہ نہیں خواہ وہ کوئی ہو۔

ان واقعات کی موجودگی میں کہلانے والے اچھوتوں یا دوسرے لوگوں کو جو حقیقی معنوں میں کسی سوسائٹی میں مساوات حاصل کرنا چاہتے ہوں اُنھیں کسی عملی قدم اُٹھانے سے پہلے یہ دیکھ لینا چاہیئے کہ کونسا مذہب عملی رنگ میں اُنھیں مجلسی اور تمدنی مساوات دے سکتا ہے ٭

شذرات

مسلمانوں سے سبق

۴ ؍ مارچ کا پرکاش لکھتا ہے کہ "رشی دیانند ہمارے لئے ایک پوجیہ ویکتی (قابل پرستش شخصیت) ہیں اور ہمارے لئے یہ کفر میں داخل ہے کہ کسی ایسے غیرے نتھو خیرے کو الزام سے بری ثابت کرنے کیلئے اپنی رشی دیانند کا نام بیچ میں لاتے پھریں ...... کوئی مسلم لیڈر اپنے کسی مٹھو کو بدچلنی کے الزام سے بری الذمہ ثابت کرنے کے لئے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ذکر تو کر بیٹھے کہ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے"! جب کبھی مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غیرت دکھلاتے ہیں۔ تو پرکاش وغیرہ ہمیشہ ہی اسے بُرے رنگ میں لیتے رہے۔ اور یہ کہتے رہے ہیں کہ مسلمانوں کو خدا کے لئے اتنی غیرت نہیں ہے جتنی کہ رسول کے لئے۔ مگر وقت آیا جبکہ رشی دیانند کے لئے غیرت دلانے کے واسطے مہاشہ پرکاش کو مسلمانوں سے سبق حاصل کرنے کی تلقین کرنی پڑی۔ دراصل آریوں کے دل تو یہ مانتے ہیں کہ اپنے رہنما کے لئے انسان کے دل میں ضرور غیرت ہونی چاہیئے۔ مگر وہ مسلمانوں کو اس معیار پر پورا دیکھنے کے خواہشمند نہیں کیونکہ یہ غیرت ہی زندگی کی علامت ہے۔

خالصہ کالج کے دہریہ پروفیسر

۲۸ ؍ فروری کا سکھ ہمعصر شیر پنجاب ان سطور کا ذمہ دار ہے کہ "خالصہ کالج کے متعلق سالہا سال سے یہ شکایت چلی آتی ہے کہ جہاں بہت سا روپیہ دھارمک تعلیم پر خرچ کیا جاتا ہے۔ وہاں کچھ بظاہر سکھ پروفیسر ایسے بھی ہیں جو واہگورو اکال پرکھ (خدا) کی ہستی میں یقین نہیں رکھتے۔ جو گوربانی کا پاٹھ نہیں کرتے۔ جو سمرن (ذکر) کو مخول سمجھتے ہیں"

یہ سطور کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ ویسے تو ہر ایک کو یہ حق ہے کہ جو چاہے اپنے خیالات رکھے۔ مگر خدا پرستوں کی درسگاہ میں استادوں کا دہریہ ہونا۔ طلبار کی سادہ لوح طبائع پر مسموم اثر ڈالنے کے مترادف ہے۔ استاد جس قدر نیک چلن اور خدا پرست ہوگا اتنا ہی اچھا اثر شاگردوں پر پڑے گا

سوئمبر و واہوں کا انتظام

۱۸ ؍ فروری کا پرتاپ لکھتا ہے کہ "نواوہ کے شری بیت ناتھ پتی نے لڑکیوں کے بیاہ کی ایک نئی سکیم سوچی ہے۔ ان کی سکیم کا ماحصل یہ ہے کہ بیاہ سوئمبر کے طریق سے ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس طرح ملک میں قومی بیداری بڑھے گی۔ اور تحریک آزادی بھی بڑے زور سے جاری رہے گی"!

رسم سوئمبر رامائن کے زمانہ کی یادگار ہے۔ چنانچہ شری متی سیتاجی کی شادی بھی سوئمبر کے طریق پر ہوئی تھی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی حسب منشاء ور پسند کرنا۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا ہندوستان کا موجودہ تمدن اسے برداشت کر سکے گا؟ اگر کسی دل چلے نے مہابھارت کا زمانہ واپس لانا چاہا۔ تو پھر مشکلات کا کیا ٹھکانا۔!

مسلمان اور کانگرس

ہندو اخبارات بسا اوقات مسلمانوں پر یہ الزام لگایا کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو تحریک کانگرس سے کچھ دلچسپی نہیں۔ مگر صداقت چھپائے سے چھپ نہیں سکتی۔ ۵ ؍ مارچ کا پرتاپ لکھتا ہے کہ لدھیانہ کے دیہاتی مسلم حلقہ کے کانگرسی امیدوار محمد حسن کی کامیابی پر دلیش بندھو گپتا نے ذیل کا بیان پریس میں دیا ہے۔ "کانگرس نے آزادی حصول کے لئے جو جدوجہد شروع کی ہے۔ اس کی پشت پر مسلمان عوام بھی ہیں۔ مسٹر محمد حسن کی کامیابی خاص اہمیت رکھتی ہے۔ کیونکہ انھوں نے آخری وقت پر انتخابی جدوجہد میں شامل ہونا منظور کیا۔ حالانکہ مخالف کئی مہینوں سے سرگرم تیاریاں کر رہے تھے لیکن مسٹر محمد حسن نے شروع سے آخر تک انتخابی پروپگنڈہ کانگرس کے ساتھ وابستہ رکھا اور کامیاب ہوئے۔ صرف مسٹر محمد حسن ہی منحصر نہیں مسٹر افتخار الدین بھی اپنے زبردست مدمقابل کو شکست دیکر کانگرس ٹکٹ پر کامیاب ہوئے"! مسلمان ملکی جدوجہد میں کسی اور سے پیچھے نہیں۔ کانگرس سے انھیں اسوقت اختلاف ہوتا ہے جب اس میں باریک یا دوسری وجہ انھیں ہندو مہاسبھائی جھلک نمایاں نظر آتی ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو کانگرس کو کبھی بھی مسلمانوں کے متعلق شکایت کا موقع نہ ملے۔

قول اور فعل میں فرق

۲۶ ؍ فروری کا جاگرت لکھتا ہے کہ "اسمبلی کے انتخاب میں جہاں دو جاٹ امیدوار تھے۔ وہاں چھوٹی چھوٹی ذاتوں کی شرن لی گئی اور ایک دوسرے امیدوار کی مخالفت کی گئی۔ اور ہندوؤں کی حالت تو کسی سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔ جہاں ذات پات کی شرن ان امیدواروں نے لی۔ جو کہ اپنے آپ کو کٹر آریہ سماجی کہتے نہیں تھکتے تھے۔ بلکہ اپنے آپ کو ذات پات توڑک تحریک سے وابستہ کرتے تھے"!

حقیقت یہ ہے کہ موقعہ آنے پر بہت ہی کم لوگ ہیں جو اپنے اصول پر قائم رہتے ہیں۔ آریہ سماجی خواہ کتنی ہی کوشش کریں یہ ذات پات کے امتیاز سے باہر نہیں جا سکتے۔ ہاں صرف اسلام ہی ہے جس میں ذات پات کے امتیاز کو دور کرنے کا مادہ موجود ہے۔ اور اگر اسوقت مسلمان بھی نور اسلام کو رخصت کر کے اگر کسی حد تک کرایہ کی شرافت پر کاربند ہو رہے ہیں تو اس سے اسلام بالکل پاک ہے۔ اور یہ صرف ہندو ہمسائیگت کا نتیجہ ہے۔

"آپ نوں ڈوبوں یا تہاں نال ججمان بھی گالے"

ایک ہیڈ ماسٹر سکول کی عاقبت نااندیشی کا نتیجہ

شاہجہانپور مشن سکول کے ایک طالب علم کو بیباک طور پر بید لگانے اور اس طالب علم کے بعد ازاں خودکشی کرنے کے متعلق پنڈت جواہر لعل نہرو نے حال ہی میں جو بیان دیا ہے اس کا جواب دیتے ہوئے ہیڈ ماسٹر موصوف بیان کرتے ہیں کہ "پنڈت نہرو کا الزام غلط ہے۔ کیونکہ طالب علم مذکور تو پنڈت نہرو کے جلسہ میں گیا ہی نہ تھا۔ اور اس نے کوئی ایسی بات نہ کی تھی جس پر اسے جرمانہ کیا جاتا"!

ہیڈ ماسٹر صاحب نے الزام کی جو تردید کی ہے۔ اس کے متعلق دو امور قابل ذکر ہیں۔ پہلا امر تو یہ ہے کہ طالب علم کے فاقہ اور خودکشی کی خبر تو اخبارات میں کئی دن ہوئے پہلے شائع ہوئی تھی۔ اور اسوقت ہیڈ ماسٹر خاموش رہے۔ اور دوسرا امر یہ ہے کہ ہیڈ ماسٹر صاحب اس بات سے انکار نہیں کرتے کہ لڑکے کو کسی قسم کے اشتعال کے بغیر بیباک طور پر بید لگائے گئے تھے۔ ایسے معاملات میں ہیڈ ماسٹر صاحب کو اپنے جذبات پر پورا پورا انضباط رکھنا چاہیئے۔ بعض اوقات تھوڑی سی کوتاہی خطرناک نتائج پیدا کرنے کا موجب بن جاتی ہے طالب علم قیدی نہیں ہیں۔ یہ قوم اور ملک کی امانت ہیں جسے ٹریننگ کے لئے استادوں کے سپرد کیا جاتا ہے۔ استادوں کا سلوک طلبار کے ساتھ مشفق ناصح یا مہربان باپ کی طرح ہونا چاہیئے۔

اُستادوں کو یہ اجازت نہیں دیجاسکتی کہ وہ طلبار کے جذبات سے اس طرح کھیلیں۔ ضرورت ہے کہ اس واقعہ کے خلاف ملک ایک مؤثر آواز بلند کرے۔ تاکہ دوسرے لوگ اس سے کچھ سبق حاصل کرسکیں۔

اچھوتوں کو سکھ بنانیکیلئے پچیس (۲۵) لاکھ روپیہ

۱۵ اپریل کا پرتاپ لکھتا ہے کہ "مسٹر ہری داس جا ماوہ کے اچھوت لیڈر ہیں خبر دیتے ہیں کہ سکھوں نے اچھوتوں کو سکھ دھرم میں داخل کرنے کا ایک عظیم الشان پروگرام بنایا ہے۔ جہاں جہاں گوردوارے ہیں۔ وہاں وہاں ایک تبلیغی مرکز قائم کیا جائیگا جو اچھوتوں کی اقتصادی ترقی اور معاشرتی بلندی کی عملی جدوجہد کرے گا۔ اور ڈاکٹر امبیدکار نے اچھوتوں کو سکھ ہونے کا جو مشورہ دیا ہے۔ وہ پیغام لے کر اپنے مبلغ دیہات میں بھیجے گا"

سکھوں کے یہ بلند ارادے کسی تفصیل کے محتاج نہیں۔ ہر ایک کو یہ حق ہے کہ وہ اپنے مذہب کی ترقی کے لئے پوری پوری جدوجہد کرے۔ ہاں افسوس ہے تو یہ کہ اسلام جو اچھوتوں کیلئے بہترین جاذب اور پسماندہ اقوام کے لئے فی الحقیقت رحمت کا پیغام ہے۔ آج اس کے نام لیوا کہلانے والے اچھوتوں کو جن کی تعداد لاکھوں نہیں کروڑوں ہے کو دعوت کا پیغام دینے سے بالکل بے نیاز ہو کر ایسے سو رہے ہیں کہ گویا ان کی حس بالکل مر چکی ہے یہ یاد رکھو زمانہ بہت بے لحاظ ہے۔ خدا کسی کا دوست نہیں ہاں اُسی کا جو اس کے بتلائے ہوئے راستہ پر قدم زن ہوتے ہیں۔ مضائقہ نہیں خواہ وہ کوئی ہوں۔ اسوقت ہندوستان کی سیاسی رو جس طرف جا رہی ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مستقبل میں سیاسی باگ ڈور اُن ہی لوگوں کے ہاتھوں میں ہوگی جو اپنی کثرت رکھتے ہیں خواہ وہ کوئی ہوں۔ ہندو پہلے ہی اکثریت میں ہیں۔ مگر پھر بھی وہ اچھوتوں کے لئے اتنے بے تاب ہیں کہ ایک فرد کی جُدائی بھی گوارا نہیں کرتے۔ مگر برخلاف اس کے مسلمان جو پہلے ہی قلت میں ہیں اور جن کا مذہب اور تمدن بھی بخوبی اچھوتوں کو ہضم کرسکتا ہے وہ اسطرف سے بالکل غافل ہیں۔ پہلے مسلمانوں کی تعلیمی غفلت یہ رنگ لائی کہ یہ میدان کارزار میں اپنے ہمسائیوں سے بہت پیچھے رہے۔ اور اب یہ غفلت بھی رنگ لائے بغیر نہ رہیگی خدا کرے مسلمان اپنے نفع ونقصان کو کچھ سمجھ سکیں۔

سکھ اور گائے

۵ مارچ کا پرتاپ لکھتا ہے کہ علاقہ سانگلہ کے ایک گاؤں میں مسلمانوں نے عید کے موقع پر تین گائیں ذبح کر ڈالیں اس پر سکھوں کو بھی جوش آگیا۔ اور وہ بھی جوابی کارروائی کرنے پر آمادہ ہو گئے"! جہاں تک سکھ مذہب کا تعلق ہے وہ گئو پوجا کا حامی نہیں۔ سکھوں کی کتابوں میں تو یہاں تک بھی لکھا ہے کہ اگر باورچی خانہ میں گائے کے گوبر کے اوپلے یا گائے کے گوبر سے چوکا دیا جائے۔ تو اس باورچی خانے کا کڑھا پرشاد (متبرک حلوا) ناپاک ہو جائے گا۔ اب سکھوں کا گائے کے سوال پر طیش میں آجانا حیرت ہے۔ مگر یہ سب ہندو ہمسائیگت کا اثر ہے۔ اور پھر سکھ تو آئے ہی ہندوؤں سے ہیں۔ اسلئے وہ گائے کے متعلق اپنے خیالات کو بھی ساتھ ہی لائے ہیں۔

یہ دورُخی کیوں؟

۷ فروری کا پرکاش لکھتا ہے کہ "رشی دیانند کے احسان دیش (ملک) پر بھاری ہیں۔ دیش اگر آج سودیشی اور سوراجیہ جیسے دو انمول (بے بہا) شبدوں (الفاظ) سے واقف ہے اور ان پر زور دے رہا ہے تو رشی دیانند کی کرپا (مہربانی) سے دیش کی آزادی کے لئے چاہ (خواہش) پیدا کرنے میں رشی کا بڑا ہاتھ ہے۔ کیا دیش کی آزادی چاہنے والے اپنے اچاریہ (گورو) کی توہین برداشت کرسکتے ہیں"

۱۹۰۷ء میں لالہ لاجپت رائے آنجہانی کی گرفتاری پر آریوں کا ایک وفد گورنر صاحب پنجاب کی خدمت میں حاضر ہوا تھا جس نے گورنر صاحب کو یہ یقین دلایا تھا کہ آریہ سماج کو سیاسیات سے کوئی سروکار نہیں۔ پھر جب ریاست پٹیالہ میں آریوں پر مقدمہ چلا۔ تو اسوقت بھی آریوں نے سیاسیات سے کنارہ کشی کا اظہار کیا تھا۔ اور اب اپنے گرو کے متعلق یہ فخریہ بیان کرتے ہیں کہ ہندوستان کو آزادی اور سوراج کا سبق سوامی دیانند نے دیا ہے۔ اب یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ اس معاملہ میں ۱۹۰۷ء کا آریہ سماج حق بجانب ہے یا ۱۹۳۷ء کا۔

بیکاری کے انسداد کے لئے ۱۶ کروڑ

اخبارات میں خبر شائع ہوئی ہے کہ امریکہ کے صدر مسٹر روزویلٹ نے کانگریس سے درخواست کی ہے کہ وہ آئندہ پانچ مہینوں کے لئے ۱۵۰۰ لاکھ پونڈ کا بجٹ پاس کرے۔ تاکہ اس سے بیکاروں کو امداد دی جائے۔ آپ نے بتایا ہے کہ ۴۴ ماہ کے اندر ساٹھ لاکھ بیکاروں کی بیکاری کا انسداد کیا جا چکا ہے۔

ان حقائق سے ظاہر ہے کہ امریکن گورنمنٹ بیکاری کے انسداد کے لئے کیا کچھ کر رہی ہے۔

کاش ہماری گورنمنٹ بھی اسطرف توجہ دے۔ اب ہندوستان میں بیکاری انتہا کو پہنچ چکی ہے۔

ایبے سینا پر بمباری ایک شاندار کام تھا

روم۔ پبلک ورکس کا افتتاح کرتے ہوئے اٹلی کے ڈکٹیٹر سائنر مسولینی نے کہا۔ "ہم نے براعظم افریقہ کی جس طاقت سے اپنا حساب چکانا تھا۔ اُسے تو ہم نے چکا لیا ہے۔ لیکن باقیوں سے ہم نے اپنا حساب چکانا ہے۔ اگرچہ ہم اطالویوں نے امن کے لمبے سے لمبے عرصہ کے لئے اپنی خواہش کا اظہار کیا ہے لیکن ہم لوگ اب دائمی امن کے فسانہ کی صحت سے انکار کرتے ہیں"

اسی طرح مسولینی کا سب سے بڑا لڑکا ایبے سینیا پر بمباری اور زہریلی گیس کے استعمال کے متعلق ایک کتاب میں لکھتا ہے "یہ نہایت دلچسپ اور شاندار کام تھا" پنجابی میں ایک مثل ہے "چڑیاں دی موت۔ گنواراں دا ہاسا" افریقہ کی آخری آزاد سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔ لوگ تباہ ہو گئے۔ اور مسولینی کے فرزند ارجمند کی دلچسپی کا سامان بن گیا۔

گرجوں کی بے رونقی کا علاج

انگلستان اور امریکہ کے گرجے آجکل خالی پڑے رہتے ہیں۔ کوئی مرد یا عورت اُن کی طرف منہ نہیں کرتا۔ عیسائیت سے اس بے رُخی کا زندہ ثبوت انگلینڈ کا سابق بادشاہ ایڈورڈ ہے جس کے خلاف پادریوں نے اس وجہ سے جہاد کھڑا کر دیا کہ وہ کسی گرجے میں نہیں جاتا۔ اب عورتوں اور لڑکیوں کو گرجوں میں لانے کے لئے کئی پادریوں نے پچھلے دنوں اس بات کا اعلان کیا ہے کہ ان پر خاص کپڑے پہننے کی کوئی پابندی نہیں لگائی جائے گی + (ماخوذ)

بوڑھوں کے کارنامے

آجکل بڑھاپے کو زندگی کا نکما اور فضول حصہ سمجھا جاتا ہے لیکن یہ ایک غلطی ہے۔ اور درحقیقت نکما حصہ اُس کا ہے جنھوں نے اپنی جوانی میں بے احتیاطیاں کی ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ دنیا میں بہت سے عمدہ عمدہ کام مردوں اور عورتوں نے بڑھاپے کی حالت میں کئے ہیں۔ اگر ہم دنیا کی تواریخ کو ان کارناموں کی تواریخ میں سے الگ کر دیں جبکہ انسان نے ساٹھ ستر یا اسی برس میں کئے تھے۔ تو باقی کی تواریخ بالکل نکمی نظر آئے گی۔

لونگ فیلو صاحب نے اپنی ایک نظم میں لکھا تھا کہ:-

کیٹو نے ۸۰ برس کی عمر میں یونانی زبان سیکھی۔ سفوکلیس اور سائمونائیڈس نے اپنی عمدہ تصانیف کو اسی برس کی عمر میں ہی ہستی کا جامہ پہنایا تھا۔ تھیوفراسٹس نے نوے سال کی عمر میں اپنی نادر کتاب کیریکٹرز آف مین لکھی تھی۔

چوسٹر نے ساٹھ سال کی عمر میں کنٹربری ٹیل لکھی۔

گیٹے نے ۸۰ سال کی عمر میں اپنی تصنیف کو پورا کیا۔ اسی طرح انسانوں نے بڑھاپے کی عمر میں جو تصانیف کی ہیں ان کی فہرست بہت لمبی ہے۔

فن مصوری اور علم ادب کے ماہر میکائیل انگلو نے ۸۳ سال کی عمر میں اعلیٰ سے اعلیٰ مصوری اور انشا پردازی کے جوہر دکھائے۔ لینئس ۷۷ سال کی عمر میں علم نباتات کا ویسا ہی شوقین تھا۔ جیسا کہ جوانی کی عمر میں۔ وہ کہتا تھا کہ میں اپنے کام میں اس سے زیادہ خوشی پاتا ہوں جس قدر کہ فارس کا بادشاہ اپنی سلطنت میں خوشی حاصل کر سکتا ہے۔ ہمبولٹ صاحب نوے سال کی عمر تک اپنی سائنٹیفک تجربات میں نوجوانوں کی طرح مشغول رہے۔ گلیڈسٹون ۸۳ سال کی عمر میں برطانیہ کلاں کی وزارت اعظم کا بڑا بھاری کام سرانجام دیتا رہا۔ ۸۷ سال کی عمر میں وہ تمام انگلستان میں جابجا جلسے کر کے لوگوں کی ہمدردی کو آرمینی لوگوں کے حق میں اکسانے کے لئے لیکچر دیتا رہا۔

ڈسرائیلی ۷۵ سال کی عمر میں وزیر اعظم بنا۔ سلطنت کے اس بوجھ کے علاوہ وہ اپنے ناول لکھنے میں بھی مشغول رہا۔

لارڈ پامرسٹن سے کسی نے پوچھا کہ انسان پورے شباب کی حالت میں کب ہوتا ہے۔ لارڈ موصوف نے جواب دیا کہ ۷۹ سال کی عمر میں انسان پوری جوانی حاصل کرتا ہے۔ لیکن میری جوانی ڈھل چکی ہے۔ کیونکہ میں ۸۰ سال کا ہو گیا ہوں۔

وان ملک جرمنی کی فوجوں کا کمانڈر انچیف تھا۔ اور فرانس کے برخلاف سخت جنگ کی تیاری کرتا تھا جبکہ اس کی عمر ۷۰ سال سے اوپر تھی۔ جنوبی افریقہ میں بوئروں کی لڑائی کی شکل انگریزوں کے حق میں خطرناک ہو رہی تھی۔ تو ۷۰ سال کے بوڑھے جرنیل رابرٹس کو میدان میں بھیجا گیا۔ اس نے جانے کے ساتھ ہی تمام نقشہ بدل دیا۔ اور بوئروں کو مار مار کر بھگا دیا اور نمایاں فتح حاصل کی۔ پوپ نیو سیزدہم ۹۰ سال میں ان تمام ذمہ داری کے کاموں کو کر رہا تھا۔ جو کہ بڑے بڑے شہنشاہوں کو بھی مشکل میں ڈال دیتے ہیں۔ جیمس منٹی نو نے ۹۰ سال کی عمر میں دنیا کو اپنی تین تصانیف دیں۔ وکٹر ہیوگو ۸۳ سال کی عمر تک نوجوانوں کی طرح تصنیف کا کام کرتا رہا۔ اور مرتے وقت بولا کہ ابھی میں نے اپنے کام کا دسواں حصہ بھی ختم نہیں کیا۔ ٹینی سن نے اسی سال کی عمر میں اپنی نادر تصنیف "کراسنگ دی بار" لکھی۔ براؤننگ نے ۷۷ سال کی عمر میں اپنی موت سے کچھ عرصہ پیشتر دو نادر تصانیف یعنی ریوری اور اپیلوگ دنیا کی نذر کیں۔

مسز سدرلینڈ اپنی سوانح عمری میں لکھتی ہیں کہ انھوں نے ۷۰ سال کی عمر میں عبرانی اور ہسپانوی زبان پڑھنی شروع کی تھی۔

ویٹر ۸۵ سال کی عمر تک خوش گلو رہا۔

ولیم کلن برائنٹ ۸۴ سال کی عمر تک پبلک کی خدمت کرتا رہا۔

جان آڈمس ۶۲ سال کی عمر میں۔ انڈر جیکسن ۶۲ سال کی عمر میں پوکینن ۶۶ " " "۔ جنرل ہیرسن ۶۸ " " " سلطنت ہائے متحدہ کے پریذیڈنٹ مقرر ہوئے۔ مارشل صاحب ۸۵ سال کی عمر تک۔ ٹینی صاحب ۸۷ سال کی عمر تک سلطنت متحدہ امریکہ کے چیف جسٹس رہے۔

جان کنسی آڈمس ۸۰ سال کی عمر تک امریکہ کی صدر انجمن کے روح رواں رہے۔ ایڈورڈ ایورٹ ہیل ۸۵ سال کی عمر میں پرجوش اہل قلم تھے۔ رابرٹ کولیر ۸۰ سال کی عمر تک بڑے جوش و خروش کے ساتھ وعظ کرتے رہے۔

ڈاکٹر جیمس اینگل ۸۰ سال کی عمر تک مشی گن یونیورسٹی کے جس میں چار ہزار طلبا تعلیم پاتے تھے صدر رہے۔ ۸۰ سال سے پیشتر ان کا استعفا بورڈ آف ریجنٹ نے منظور کرنے سے انکار کر دیا۔ بڑھاپے کے کارنامے مردوں تک ہی محدود نہیں ہیں۔

ملکہ وکٹوریا ۸۲ سال تک سلطنت کے تمام کاروبار سرانجام دیتی رہیں۔

میری سمرول نے ۸۹ سال کی عمر میں اپنی کتاب مولیکیولر تصنیف کی۔ بوسٹن کی میری جولیا وارڈ ۹۰ سال کی عمر تک رفاہ عام کے کاموں میں مصروف رہیں۔ اسقدر بڑی عمر میں فلورس ہنیٹران کی بابت ایک میگزین میں لکھتے ہیں کہ مسز وارڈ آج نیو انگلینڈ وومن کلب کی صدر ہیں اور وہ ۳۳ سال سے صدر چلی آ رہی ہیں۔ ایک ہفتہ میں اُنھوں نے تین پرجوش لیکچر دیئے۔ نوے سال کی بوڑھی لیڈی کا کام کسقدر حیرانی بخش ہے۔ ایسی مثالوں کو دیکھ کر جو کہ سینکڑوں کی تعداد میں پائی جاتی ہیں یہ خیال کرنا کہ انسان ۷۰، ۸۰ کی عمر میں بوڑھا ہو جاتا ہے کیسی حماقت کی بات ہے۔ اصل میں عمر ایک قسم کا سائیکالوجی ہے۔ جس وقت ہم خیال کرتے ہیں کہ ہم بوڑھے ہو گئے ہیں ہم اسوقت اپاہج ہو بیٹھتے ہیں۔ عمر ایک نسبتی لفظ ہے۔ اور بڑھاپا بھی ایک قسم کی رسم ہے۔ اس احمقانہ رسم کے مطابق ہم ساٹھ یا ستر برس کی عمر کو بڑھاپا سمجھ لیتے ہیں کہ ہمارا کام تمام ہو گیا۔ عمر کا ایک تہائی حصہ تو بچپن میں ضائع ہو گیا

خالدہ ادیب خانم

خالدہ ادیب خانم وہ خاتون ہے۔ جس نے ٹرکی کی کایا پلٹ دی اس کے حالات زندگی ذیل میں ملاحظہ کیجئے۔ (ایڈیٹر)

خالدہ ادیب خانم ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئیں۔ ابتدائی تعلیم گھر میں حاصل کی۔ اور اس کے بعد ثانوی اور اعلیٰ تعلیم کے لئے امریکن کالج میں داخل ہوئیں۔ جہاں سے اُنھوں نے ۱۹۰۱ء میں بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ اسی سال کے آخیر میں تعلیم سے فراغت کے بعد ان کی شادی شیخ ذکی بیگ کے ساتھ ہوئی۔ جن حالات کے زیر اثر خالدہ ایک افسانہ نگار کی حیثیت سے جلوہ گر ہوئیں ان کا تذکرہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ ۱۹۰۶ء میں بمقام سلونیکی پہلی مرتبہ آزاد پارٹی کی بنیاد رکھی گئی۔ اس جماعت نے بعد میں فوجی افسران کی شرکت کی وجہ سے انجمن اتحاد ترقی کا قالب اختیار کیا۔ اس جماعت کے قابل ذکر بزرگ شخصیتیں انور۔ اسمٰعیل۔ حقی۔ کاظم۔ قرۃ بکر۔ فتحی بیگ۔ نیازی بیگ مصطفےٰ کمال اور جمال پاشا تھے۔ اس جماعت کی تاریخ میں ۱۹۰۶ء ۱۹۰۷ء کی درمیانی مدت اس تحریک کے اغراض و مقاصد

کی نشر و اشاعت میں صرف ہوئی۔ سلطان عبدالحمید خاں سلطان ٹرکی اس نوزائیدہ جماعت کے استیصال میں ناکام رہے ۔ ار جولائی ۱۹۰۸ء میں بعض شہروں نے انور اور نیازی کی زیر قیادت جدید دستور اساسی قبول کرنے کا اعلان کر دیا دوسرے ہی دن شاہی فرمان کے ذریعہ حکومت نے بھی اس جدید دستور اساسی پر مہر تصدیق ثبت کر دی ۔ یہ واقعہ تاریخ ملت ترکیہ میں بے پناہ مسرت اور انبساط کا نقیب تھا ۔ تمام ملک پر احیائے ملت کی روح افزا نکہتیں مسلط تھیں یہ وہ حریت پرور فضا تھی جس نے بقول خالدہ ادیب خانم مجھ میں نئی زندگی اپنی روح پھونک دی ۔ اور میں پہلی مرتبہ بحیثیت ایک ادیبہ کے روشناس خلق ہوئی ۔ اس زمانہ کے مشہور اخبار طنین کے صفحات اس کی مشہور ادبی قلمکار اور جواہر ریزوں سے مزین رہتے تھے ۔ مگر ان کا دائرہ عمل فی الحال اسقدر وسیع نہ ہوا تھا کہ اس کی آغوش میں ترکی کی جملہ صحافتی دنیا سمٹ آئے ۔ اس کے مضامین کو جو قبولیت عامہ نصیب ہوتی اس نے بہت جلد اسے ایک نہایت معروف افسانہ نویس اور صحافت نگار بنا دیا اس کے گرد و پیش خواتین نامہ نگاروں کا ایک ہجوم رہتا تھا جو مختلف سیاسی اور اخلاقی موضوعات پر اس کے لئے مواد مہیا کرتی تھیں ۔ اکثر ان کے پاس مختلف طبقے اور ملک کے مختلف گوشوں سے خواتین کے وفود مشورے کے لئے آتے تھے ۔ ان کے اپنے قول کے مطابق مجھے ان خواتین کے ذریعہ نہایت مفید معلومات مہیا ہوئی ہیں اور میں ان کے بیانات سے آنے والے انقلابات کا اندازہ لگا ہی تھی ۔

انجمن اتحاد و ترقی کی مخالف جماعت بھی ان دنوں سرگرم عمل تھی ۔ جنوری ۱۹۰۹ء میں انھیں ایک تہدیدی خط موصول ہوا جس میں اُسے دھمکی دی گئی تھی کہ اگر اس نے اپنے مضامین کا سلسلہ اخبار طنین میں جاری رکھا تو موت بہت جلد بطور سزا اس پر مسلط کر دی جائیگی ۔ مگر یہ بلند ہمت ادیبہ اپنے مقرر شدہ لائحہ عمل پر اُسی مستعدی سے گامزن رہی ۔ مخالف طاقتوں نے زور پکڑ لیا اور اس کی زندگی مصائب اور خطرات کے گرداب کے نزدیک جا پہنچی ۔ جب ایک صبح ۳۱ مارچ ۱۹۰۹ء کو اس کے ایک دوست نے اُسے ملک کو چھوڑ دینے کا مشورہ دیا ۔ لہذا وہ مصر کے لئے روانہ ہو گئیں ۔

دوران قیام مصر میں اس کی زندگی تفکرات اور مصائب کی زندگی تھی ۔ اس کا چھوٹا بچہ حسن اس کے ساتھ تھا ۔ اس کی مسلسل بیماری اُس کی طبیعت پر ایک بوجھ تھی ۔ اُسی سال اکتوبر کو وہ اپنے وطن کو لوٹ آئیں ۔ یہ اُس کی زندگی کا وہ زمانہ تھا جب اس نے ناول نویسی شروع کی ۔ اس کا سب سے پہلا ناول (CEIRARALIB) ہے ۔ جس میں اس نے اپنے ملک کی معاشرت و تمدن کی حیا سوز رسم اور رسومات کی پیدا کردہ مشکلات کو بے نقاب کیا ۔ اس کتاب پر ملک کے ہر گوشہ میں سخت سے سخت تنقید اور تبصرے ہوئے ملک کے تعلیمی مسائل پر مسلسل مضامین لکھے جس نے سعید بے وزیر تعلیم کو مجبور کر دیا کہ وہ اس کے مشورے پر عمل کرے ۔ وزیر تعلیم اُسے اپنے ہمراہ لڑکیوں کا نارمل سکول دکھلانے کے لئے لے گیا ۔ اور درسگاہ کی ترقی کے لئے اس کی تجاویز طلب کیں اس واقعہ کے متعلق خالدہ ادیب خانم خود لکھتی ہیں

"مجھے یہ کبھی خیال نہ تھا کہ مجھے ایک معلمہ کی حیثیت میں بھی اپنی قوم کی خدمت کرنی ہے ۔ میں نے قوم کی اس دعوت کو اس دور ترقی میں اتنا ہی اہم سمجھا ہے ۔ جتنا ایک سپاہی کے لئے جنگ کے وقت فوج میں شرکت اہم ہوتی ہے ۔

خالدہ ادیب خانم نے اُس سکول کا معائنہ کیا اور مجوزہ ہدایات کے مطابق عملدرآمد شروع کیا ۔ وہ سکول اصلاح تعلیم کی تعلیم کے لئے بحیثیت ایک معلمہ داخل ہوئیں ۔ دو سال کی قلیل مدت میں لڑکیوں کا یہ نارمل اسکول ایک کالج کے درجہ تک پہنچ گیا ۔ اس کالج میں پانچ سال تک تاریخ ۔ اصول ۔ تعلیم اخلاقیات پر لیکچر دیتی رہیں ۔

۱۹۱۰ء میں حقی پاشا کی زیر قیادت مصالحتی بورڈ ملک کے معاملات کو بہتر نہ کر سکے ۔ ۱۹۰۸ء میں آسٹریا نے بوسنیا ، ہرزگونیا پر اپنا قبضہ کر لیا ۔ کریٹ کا جزیرہ ہاتھ سے نکل گیا ۔ اور ۱۹۱۱ء میں اطالوی فوجیں ٹریپولی کی سرزمین میں اُتر آئیں ۔ انور پاشا اور فتح بیگ اسوقت ٹریپولی کی حفاظت کر رہے تھے ۔ یہی سال ۱۹۱۰ء تھا ۔ جب اُسے بیک وقت طلاق اور خطرناک بیماری کے مصائب میں سے گزرنا پڑا ۔ اور قدرت نے بہت جلد اس کی مساعدت کی اور وہ اپنے میدان عمل میں از سر نو مشغول ہو گئی ۔ تقریر اور تحریر کے ذریعے جمہور کے جذبات کو اُبھارتی رہیں ۔ ۱۹۱۰ء میں تباہ شدہ معابد اور ۱۹۱۱ء میں "ہمیدون" اور اُس کے بعد توران جدید" اپنی اہم تصنیفات پبلک کے سامنے پیش کیں ۔ سنڈان نے بہت قبولیت عامہ حاصل کی اور وہ ۱۹۱۳ء میں پہلی مرتبہ ترک اجاغ کی رکن منتخب ہوئی یہ وہ زمانہ تھا جب اُس کے قلب میں قومیت کے جذبات کی ترتیب شروع ہوئی ۔ وہ خود تحریر کرتی ہیں "قومیت کے متعلق میرا اپنا یہ خیال ہے کہ ہمیں آئندہ نسلوں کے دلوں میں ایک قوم کے لئے ایک بے پناہ جذبہ اخوت و محبت پیدا کرنا چاہیئے ۔ اور ہمیں اپنی قوم کو اقوام عالم کی صف میں ایک بلند مقام پر پہنچانے کے لئے پوری جد و جہد کرنی چاہیئے ۔ یہی وہ غیر متزلزل عزائم اور بلند جذبات ہیں جو ہماری قوم کو اس کرۂ ارضی پر زندہ رکھنے کے ضامن ہو سکتے ہیں ۔

جون ۱۹۱۱ء میں دوسری مرتبہ وہ انگلستان گئیں ۔ جدید توران اس نے لندن میں تصنیف کی ۔ یہ کتاب نہایت بلند سیاسی اور ملی معیار زندگی پیش کرتی ہے ۔ مگر یہ معیار اتنا بلند نہیں جتنا کہ ناممکن الحصول ہے ۔ یہ کتاب ایک ایسی جدید ہیئت ترکیبی پیش کرتی ہے جس میں اتحاد اور ترقی دونوں پہلو بہ پہلو ہیں ۔ جس میں حکومت ملک کی تمام قوتیں ان طاقتوں کے سپرد ہیں جس میں عورتوں کو حق رائے دہندگی حاصل ہو جہاں عورتوں کو بھی اپنے بہترین دل و دماغ سے اپنی قوم اور ملک کی خدمات سرانجام دینے کے مواقع ہوں ۔ جدید ترکی محض اپنے تمدن کے اعتبار سے ہی صحیح قومیت کا ہی نمونہ نہ ہو ۔ بلکہ سیاسی حیثیت سے بھی خالص قومیت کی ایک زندہ تصویر نظر آئے ۔ فاضلہ مصنفہ کے خیال کے مطابق اس کتاب کی پیش کردہ نظریات سہل الحصول ہیں ۔

جنگ بلقان ۱۹۱۲ء میں شروع ہوئی ۔ اس جنگ کی ابتدا میں ترکوں کو شکست ہوئی ۔ اس پہلی عظیم الشان شکست میں کم و بیش تین ہزار ترک شہید ہوئے قسطنطنیہ پر ہر لمحہ حملہ کا اندیشہ تھا ۔ اس لئے اکثر خاندانوں نے شہر کو چھوڑ دیا تھا ۔ مگر خالدہ ادیب خانم اپنے شہر میں ٹھہر گئی ۔ اور "طبی نسوانی کلب" کے دیگر ارکان کے ساتھ مجروحین کی امداد اور خبر گیری کرتی رہی ۔ ٹرکی میں عورتوں کی یہ پہلی کلب تھی ۔ گو اس کلب کا دائرہ عمل بالکل محدود تھا ۔ مگر تاہم اس نے نہایت مفید کام اس کلب کی زیر نگرانی استنبول میں ایک ہسپتال قائم کیا ۔ جس میں ۳۰ مریضوں کے بستر موجود تھے ۔

جدید توران تصنیف کو مقبولیت عامہ نصیب ہوئی ۔ اس تصنیف کی مقبولیت کا یہ مشہور واقعہ ہے کہ چھ فوجی

افسران نے جو طرابلس سے جنگ بلقان میں شرکت کے لئے آئے تھے انھوں نے اپنے افسران اعلیٰ کی ہدایت کے مطابق ایک خط مصنفہ کو لکھا۔ جس سے ان افسران کی اپنے ملک کے لئے بے پناہ جذبہ خدمت و ایثار کا پتہ چلتا تھا۔

"میں ہمیشہ اس کتاب کو دل وجان سے محبوب رکھوں گا۔ چونکہ اس کتاب کے مطالعہ سے موجودہ مصائب کے باوجود ان افسروں کے دلوں میں ملک و قوم کی خدمت کے لئے بے پناہ جذبات پیدا ہوتے ہیں" بالآخر بلغاروی فوجیں لپسپا ہوئیں اور شلجہ اور قسطنطنیہ محفوظ رہے۔ مجروحین اور تباہ گزینوں کی امداد کے لئے ایک نیم سرکاری جماعت قائم کی گئی۔ طبی نسواں کلب کے منتظمین نے اپنا ایک اجلاس یونیورسٹی حال میں کیا۔ اس اجلاس میں خواتین بھی مقرر تھیں۔ ان کی تقریروں میں اس قدر جوش و اثر تھا کہ حاضرین مستورات اپنے زیورات تک پھینک رہی تھیں۔

جنوری ۱۹۱۳ء میں خالدہ ادیب خانم دل کے مرض میں مبتلا ہو گئیں۔ اور ہسپتال میں داخل ہونا پڑا۔ انہی ایام میں انور اور طلعت ۲۰۰ مسلح سپاہیوں کے ساتھ باب عالی کی طرف بڑھے تاکہ وزیر اعظم کامل پاشا کو مستعفی ہونے پر مجبور کریں۔ چونکہ اس کی وزارت نے ایڈریانوپل بلغاریوں کے سپرد کرنے کا فیصلہ کر دیا تھا۔ اس موقعہ پر اتفاقیہ گولی چل جانے سے ناظم پاشا اور اس کے دو ساتھی وہیں ڈھیر ہو گئے۔ اس کے بعد ایڈریانوپل ہاتھ سے نکل گیا اور اپریل ۱۹۱۳ء میں دوبارہ قبضہ ہوا۔

۱۹۱۳ء سے ۱۹۱۵ء تک اتحادی جماعت نے ملک کی اہم خدمات سرانجام دیں۔ انور پاشا نے فوجی اصلاحات کیں اور جاوید بے نے محکمہ مالیات میں ترقیات کیں۔ شعبہ تعلیم کی طرف حکومت کی پوری توجہ تھی۔ تمام ملک میں سکول اور کالج کھولے گئے۔ شکری بے کا اصول یہ تھا کہ سب کو خواندہ کر دیا جائے۔ خواہ وہ تعلیم ابتدائی ہی کیوں نہ ہو۔ مگر خالدہ ادیب خانم اس نظریہ کی معترف تھی۔ کہ تعلیم نوعیت کے اعتبار سے بھی بلند ہونی چاہیئے۔ دونوں کے نظریہ میں اختلاف خالدہ ادیب خانم کے استعفےٰ کا باعث ہوا۔

۱۹۱۳ء-۱۹۱۴ء کی درمیانی مدت میں اوقاف مدرسے خالدہ ادیب خانم اور ملک کی ایک اور مشہور معلمہ کی مدد سے قائم ہوئے۔ مگر ان دونوں کو بہت جلد اس سے دستبردار ہونا پڑا۔ اس کی وجہ بھی شکری بے تھا۔

۱۸ اکتوبر ۱۹۱۴ء کو ترکی اتحادیوں کے برخلاف یورپ کی وسطی طاقتوں کے ساتھ شامل ہو گیا۔ سال ۱۹۱۶ء میں جمال پاشا نے خالدہ ادیب خانم کو شام میں طلب کیا تاکہ وہاں وہ ایک تعلیمی نظام ملک کے لئے تجویز کرے۔ چنانچہ موسم گرما میں شام کے علاقہ میں پہنچیں۔ اور اس نے تمام ملک کا دورہ کیا۔ اور وہاں کے سربرآوردہ اشخاص سے ملاقات کی۔ اور ایک نہایت مفید تعلیمی نظام پیش کیا۔ مگر بدقسمتی سے وہ نظام تشنۂ تکمیل رہا۔ کیونکہ بہت جلد ہی ترکوں کو اس علاقہ سے دستبردار ہونا پڑا۔

جنگ عظیم کے دوران میں جب متخاصمین نے عارضی صلحنامہ پر دستخط ثبت کر دیئے اور اتحادیوں کی فوجیں قسطنطنیہ میں داخل ہو گئیں تو میں نے اپنے میں ناقابل برداشت تھکان اور دکھ محسوس کیا"۔

قسطنطنیہ کے مرد و زن کی عزت ان ایام میں معرض خطر میں تھی مگر اتحادی فوجوں کی بربریت اتنی پریشان کن نہ تھی جتنی یونانیوں کی بربریت سمرنا میں دیکھی گئی۔ مئی ۱۹۱۹ء میں جب یونانیوں نے سمرنا پر قبضہ کیا۔ تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا سمرنا کو دوزخ میں جھونک دیا گیا ہے۔ اتحادیوں کے مقاصد اب ظاہر ہو گئے تھے کہ وہ نہ صرف ترکی کو ذلیل کرنا چاہتے تھے۔ بلکہ اس کو صفحہ ہستی سے ملیا میٹ و نابود کرنے کے عزائم رکھتے تھے۔

ان دنوں مجھے تمام مشاغل یکسر بھول گئے۔ سب مجھے کوئی شے محبوب نہ تھی۔ دیوانہ وار میں اپنی قوم کی طرف دیکھتی تھی میں نے اپنی انفرادی حیثیت کو مفاد ملت میں جذب کر دیا۔ ہر مقام پر ولولہ انگیز تقریریں کیں۔ سلطان کی بارگاہ میں جمہوریت ترکیہ امداد کے لئے پہنچی۔ مگر سلطان نے ملنے سے انکار کر دیا۔ مایوس ہو کر محلات کے قریب سلطان احمد کی مسجد میں ایک ہنگامہ خیز تقریر کی۔ ہر وقت سر پر اتحادیوں کے ہوائی جہاز منڈلا رہے تھے جلسہ میں آہوں اور آنسوؤں کا ایک ہیبتناک منظر تھا۔ انجمن اتحاد و ترقی کے اراکین مالٹا میں نظر بند کر دیئے گئے تھے۔

مارچ ۱۹۲۰ء میں خالدہ ادیب خانم قسطنطنیہ سے روانہ ہو گئیں۔ وہاں کاظم قرہ بکر۔ مصطفےٰ کمال۔ رفعت بے اور رؤف بے ایک متوازی حکومت کی داغ بیل ڈال رہے تھے یہاں خالدہ نے انگلستان۔ فرانس اور امریکہ کے اخبارات کو صحیح حالات سے آگاہ کرنے کا فرض سرانجام دیا۔ انگورہ میں مصطفےٰ کمال کی ملاقات کے بعد اپنی سوانح حیات مرتب کرنے کا ارادہ کیا۔ خالدہ ملک میں ہمہ گیرانہ اثر رکھتی تھی۔ اور ہر طبقہ میں ہر دلعزیز تھی مصطفےٰ کمال بھی اس کے قرب کو اپنے تاریخی ہنگاموں میں ایک نیک فال سمجھتا رہا۔ جنگ سکاریہ میں خالدہ ادیب خانم مصطفےٰ کمال کے ہمراہ تھی۔ اور خود غازی کمال نے اسے وہاں آنے کی دعوت دی تھی۔

خالدہ ادیب علاوہ نامہ نگار کے ایک نہایت مستعد اور قابل نرس کی حیثیت سے میدان جنگ میں کام کر چکی ہیں جب یونانی علاقۂ انگورہ سے واپس ہو رہے تھے۔ اور راستہ میں دیہات کو تباہ و برباد کرتے جا رہے تھے۔ وہ ایک تیماردار کی حیثیت سے زخمیوں اور مجروحین کی مرہم پٹی کرتی جا رہی تھی

یہ ہیں ملت ترکیہ کی مایہ ناز خاتون کے مختصر سوانح حیات جن کی علمی اور تواریخی تقاریر آجکل اخبارات کے ذریعہ قارئین کے مطالعہ سے گذری ہوں گی۔

حضرت امیر المومنین سیدنا نور الدین رضی اللہ عنہ

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر یک پُر از نور یقیں بودے۔

مسیح موعود علیہ السلام

خدا تعالیٰ کی رضا اور اسکی مشیت کے ماتحت ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء روز جمعہ خدا کا پیارا محمد رسول اللہ کا محبوب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا روحانی فرزند اور خلیفہ۔ جماعت احمدیہ کا صدیق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا روحانی اور جسمانی بیٹیا ہمارا محسن امام حضرت حکیم الامت حافظ حاجی سیدنا نور الدین ہم سے جدا ہو کر اپنے رفیق اعلیٰ سے عین حالت نماز میں جا ملا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

میں طبیعت میں جوش پاتا ہوں کہ دوستوں کے لئے آج اپنے اس شفیق اور محتشم بالشان باپ کے کچھ حالات تحریر کروں۔ مگر وہ قوت تحریر کہاں سے لاؤں کہ اس عظیم الشان انسان کی سیرت کا پورا نقشہ کھینچ سکوں۔ آپ کا وصال ایک مبارک وصال تھا جس طرح آپکو زندگی میں اپنے حبیب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق تھا۔ اور آپ کی رفاقت سب سے زیادہ مرغوب۔ اسی طرح وفات کے بعد بھی جری اللہ فی حلل الانبیاء کے پہلو میں جگہ پائی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ الارواح جنود مجندۃ کہ روحیں

ایک دوسری سے والبتہ اور پیوستہ ہوتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت نور الدین رضی اللہ عنہ کی روح کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روح سے خاص پیوستگی حاصل تھی۔ جب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فوت ہوئے میری عمر چھوٹی تھی۔ مگر اس عظیم الشان انسان کی پاکیزہ اور بارعب شباہت جو اس کے غیر معمولی کیریکٹر کی آئینہ دار تھی۔ اب تک میرے سامنے ہے اور میری پیاری یادداشتوں کا قیمتی سرمایہ ہے۔ اس کی پاک مجلس کا نقشہ۔ اس کا مطب۔ اس کا درس قرآن۔ اس کی فرش پر بیٹھک ان سب پاک مجلسوں کے نقوش میرے ذہن میں موجود ہیں۔ آپ کی پاکیزہ سیرت کے جو واقعات سلسلہ کے اخبار و رسائل اور زبانی روایات سے مجھے معلوم ہوئے۔ ان کا ایک اجمالی نقشہ پیش کرتا ہوں۔

آپ کی زندگی اور موت سب خدا کے لئے تھی۔ اور اس آیت کی صحیح مصداق کہ قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین۔ اس منبع فیوض وعلوم سے نہ صرف جماعت احمدیہ مستفیض ہوتی تھی۔ بلکہ وہ ہندو سکھ اور عیسائی غرض ہر انسان کے لئے چشمۂ رحمت تھا۔ اس کے اٹھنے سے فرقۂ انانیت ایک سچے ہمدرد سے بچے ایک شفیق باپ سے۔ بیمار ایک حاذق طبیب سے مصیبت زدہ اور دردمند ایک خیر خواہ سے اور دنیا ایک مزکّی سے محروم ہو گئی مادر گیتی ایسے وجود روز روز پیدا نہیں کرتی۔ اس کا رحم اور اس کا کرم اس کا عدل اس کا انصاف اس کا تجربہ اس کی سادگی اس کے اعمال۔ اس کے اقوال اور اس کا تبحر علمی بے نظیر تھا۔

عشق قرآن

آپ ساری عمر تحریر و تقریر کے ذریعہ قرآنی معارف کی اشاعت اسلام کی خدمت کرتے رہے۔ آپ ابھی ماں کی گود میں ہی تھے کہ قرآن کریم پڑھ لیا تھا۔ بچپن سے قرآن کریم کی جو محبت دل میں پڑی وہ آخر دم تک ساتھ رہی۔ ایک دفعہ کتب خانہ میں تشریف رکھتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے جھانکا تو فرمانے لگے۔ بیوی تم سمجھتی ہو گی نور الدین تمہاری طرف توجہ کریگا۔ قرآن کریم ہاتھ میں تھا اس کی آیات پر انگلی پھیرتے ہوئے فرمایا دیکھو یہ ہمارے محبوب کے دلربا خد و خال اور زلفیں ہیں۔ یہی کتاب ہمیں پیاری ہے۔ یہ میرے دل کی تسکین اور روح کی غذا ہے۔ پھر فرمایا اس وقت میں کتب خانہ میں بیٹھا ہوں۔ کبھی امام غزالی سے باتیں کرتا ہوں۔ کبھی محی الدین عربی سے کبھی امام ابوحنیفہ کی مجلس ہوتی ہے۔ کبھی امام شافعی کی۔

یہ سچ بات ہے کہ حضرت نور الدینؓ کو ہر آن عشق قرآن کا جام سرشار کئے رکھتا تھا۔ درس قرآن سے آپ کبھی نہ تھکتے تھے۔ زندگی کے آخری سالوں میں درس قرآن کریم کے لئے مسجد میں تشریف لے جاتے۔ تو واپسی پر اس قدر نقاہت ہو جاتی کہ بعض اوقات چارپائی پر اٹھا کر لائے جاتے۔ جب آپ اس قدر کمزور تھے کہ خود پہلو بھی نہ بدل سکتے تھے اس وقت بھی قرآن کریم پڑھتے اور سنتے۔

تعلق باللہ

دعاؤں پر آپ کو بہت بڑا ایمان تھا۔ جو لوگ آپ کی صحبت میں بیٹھا کرتے تھے۔ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی کس قدر دعائیں سنتا تھا۔ ملک غلام فرید صاحب ایم۔ اے نے بتایا کہ ایک موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح اول نے فرمایا یہ قبولیت کا وقت ہے۔ اس وقت جو دعا کی جاتی بارگاہ ایزدی میں قبول ہو جائے گی۔ اس وقت حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب بھی موجود تھے۔ مگر پھر اتفاقاً ادھر ادھر ہو گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ اس پر بہت گھبرائے۔ آدمی بھیج کر انہیں بلایا پھر حضور نے مجمع سمیت بہت لمبی دعا فرمائی۔ خانہ کعبہ میں ایک قبولیت کے موقع پر یہ دعا فرمائی اے مولیٰ کریم میں جو بھی دعا کروں وہ قبول فرمالی جائے۔ مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب ایکدفعہ ایک مناظرہ پر جا رہے تھے۔ حضور نے ان کو یہ نصیحت کی۔ دعائیں بہت کرو۔ اللہ تعالیٰ کے حضور گر جاؤ۔ تکبر نہ کرنا۔ ایک موقعہ پر فرمایا اللہ تعالیٰ میری دعائیں سنتا ہے۔ اور مختلف موقعوں پر آپ کو اپنی دعاؤں کے نہایت غیر معمولی ثمرات ملے۔

آپ فرمایا کرتے تھے بعض دوست مجھے کہتے ہیں کہ آپ کچھ پس انداز نہیں کرتے آپکی بیوی اور چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ آپکے بعد وہ کیا کریں گے۔ میں انھیں کہتا ہوں کہ نور الدین کا خدا زندہ ہے۔ وہ کبھی مر نہیں سکتا۔ اس میں سب طاقت ہے۔ جب میں اسکے دین کی خدمت کرتا ہوں۔ تو کیا وہ میری اولاد کا کفیل نہ ہوگا۔ یہ وہ حقیقت ہے جو ہر کوئی نہیں بیان کر سکتا۔ کوئی خاوند بیوی سے آپ جیسی محبت کرنے والا۔ اور کوئی باپ اپنے بچوں سے آپ جیسی شفقت کرنے والا نہ تھا۔ مگر آپ کا دل خدا کے ساتھ تھا۔ عزت اور بے عزتی۔ غربت اور امارت۔ دوستوں کی جدائی یا اولاد کی موت کوئی چیز تعلق باللہ میں خلل انداز نہیں ہو سکتی تھی۔

سخاوت

آپ بے انتہا سخی تھے۔ اگر میں آپ کی سخاوت کے واقعات کا ذکر کرنے لگوں تو ایک کتاب تیار ہو جائے۔ ایک عید کے موقعہ پر کوئی شخص آپ سے آپ کی پگڑی مانگ کر لے گیا۔ تو آپنے میرے بھائی مولوی عبد الحی صاحب مرحوم کی پگڑی باندھی۔ اور فرمایا یہ ہم سے کوئی نہ مانگے۔ یہ ہمارے بچے کی ہے۔ کئی بار ایسا ہوا کہ کسی نے آپ سے جوتی مانگی تو آپ نے پاؤں سے جوتی اتار کر دیدی۔ اور ننگے پاؤں گھر آئے۔ خدا تعالے کا بھی آپکے ساتھ ایسا ہی سلوک تھا۔ جب بھی کوئی ضرورت پیش آتی۔ آپ دعوے سے کہتے کہ دیکھو خدا تعالے اسے پورا کریگا۔ پھر اللہ تعالیٰ غیب سے اس کے لئے سامان کر دیتا۔ اگر آپ اس کی مثالیں دیکھنا چاہیں تو حیات نور الدین کا مطالعہ فرمائیں آپ کو اس قسم کی بیسیوں مثالیں مل جائیں گیں۔

محنت کی عادت

آپ بڑے محنتی تھے۔ اور مصروفیت میں ہی آپ کی راحت تھی۔ صحت اور قویٰ نہایت اعلیٰ تھے۔ زندگی کے آخری ایام تک قرآن کریم پڑھاتے اور مریضوں کو دیکھتے رہے۔ سب کام نہایت سکون سے آخر وقت تک سرانجام دیتے رہے۔ آپ بیکاری کو سخت ناپسند فرماتے۔ ساری عمر لوگوں کو بیکاری اور کاہلی سے منع کرتے رہے۔ مرض الموت میں بھی جبکہ آپ کمزور ہو گئے تھے آپ بیکار نہ رہتے بعض دفعہ کام کرنے کا اسقدر جوش آپکے دل میں اٹھتا کہ محبت کے رنگ میں فرماتے۔ ڈاکٹر روکتے ہیں۔ اور مجھے بولنے نہیں دیتے۔ ڈاکٹر نے ایک دفعہ بیماری میں کہا کہ آپ بہت کام کرتے ہیں۔ فرمایا خوب کام کرتا ہوں اور کر سکتا ہوں دن میں سات سات لیکچر دیتا رہا ہوں۔ اسوقت بھی دماغ کام کر رہا ہے۔ اور مضامین سوچتا رہتا ہے۔

مرض الموت میں طبیبوں نے روکا کہ طبیعت پر اسقدر بوجھ ڈالنا ٹھیک نہیں۔ فرمایا۔ قرآن تو نور الدین کی غذا ہے۔ ایکدن فرمایا۔ دل میں بہت جوش ہے۔ مگر ڈاکٹر بولنے سے منع کرتے ہیں۔ دنیا کی کوئی خواہش اور کوئی محبت آپ کے دل میں نہ تھی۔ بستر علالت پر تھے۔ بچے چھوٹے چھوٹے تھے اور بچے آپ کو پیارے بھی بہت تھے۔ مگر آپ کو کبھی خیال تک نہ آیا کہ آیا ان کا کیا ہو گا۔ بس ایک ہی لگن تھی کہ قرآن کریم کی تعلیم پھیلے۔ اور ہر مسلمان قرآن کا عاشق ہو

ایک روز زندگی کے آخری ایام میں فرمایا میں ہر طرح سے خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی ہوں۔ نفس کی کوئی خواہش باقی نہیں رہی۔ خدا راضی ہو جائے تو سب کچھ پا لیا۔ میں کبھی نہیں گھبراتا مجھے کوئی تکلیف نہیں معلوم ہوتی۔

وصیت نور الدین اور نصائح

۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو یکا یک آپ کو ضعف محسوس ہونے لگا۔ مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کو حکم دیا کہ قلم دوات لاؤ۔ لیٹے لیٹے آپنے وصیت لکھی۔ پھر حکم دیا اسے تین بار بلند آواز سے مجلس میں سنا دیا جائے۔ جب وصیت پڑھی جاتی تھی۔ تو حاضرین پر عجیب رقت کا عالم طاری تھا۔

جب تبدیل آب و ہوا کی غرض سے حضرت نواب محمد علیخان صاحب کی کوٹھی میں لے جایا گیا تو راستہ میں بورڈنگ ہاؤس کے قریب طلباء نے آپ کا استقبال کیا اور بلند آواز سے "السلام علیکم یا امیر المومنین" کہا۔ اس پر آپنے وہاں ڈولی ٹھیرالی اور لڑکوں کے لئے باچشم نم دعا فرمائی "خدایا ان بچوں کو نیک اور متقی بنا۔ دنیا میں کامیاب کر۔ اور بدکاریوں سے بچا۔"

کوٹھی دارالسلام میں پہنچکر فرمایا۔ مجھے اللہ تعالےٰ بہت ہی پیارا ہے۔ اس نے وہ کام بتائے ہیں۔ تواضع اور خاکساری۔ اس کی بچوں کو تاکید کردو۔ ان کو وعظ کرو کہ بدکاریوں سے بچیں۔ یہ کام ابھی کرنا ہے۔ ہر ایک لڑکا خیرات دے۔ ہر ایک لڑکا استغفار کرے کہ طاعون بھی آنا ہے۔ پھر فرمایا خدا تعالیٰ نے اتنا رحم کیا ہے کہ ساری دنیا سے مجھے بے پرواہ کر دیا ہے۔ سارا جہان ایک طرف ہو جائے مجھے کیا پرواہ ہے۔ یہ اسی کا فضل ہے۔ میں تمہارے لئے بہت دعائیں کرتا ہوں۔ مجھے میرا مولیٰ بہت باتوں سے اطلاع دیتا ہے۔ تقویٰ کرو۔ دعائیں مانگو۔ نمازیں پڑھو۔

جماعت احمدیہ میں خلافت

میرے نزدیک آپ کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ جماعت احمدیہ میں خلافت کو قائم کیا۔ والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعش مبارک کے ساتھ جب آپ لاہور سے قادیان آرہے تھے۔ تو قادیان کے قریب پہنچکر آپ یکہ سے اُتر آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعش مبارک کے پاس جاکر کہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سلسلۂ خلافت ضروری ہے۔ میں حضور علیہ السلام کو ہرگز نہ دفن کرنے دوں گا جب تک خلافت کا فیصلہ نہ ہو جائے یہ شریعت کا مسئلہ ہے۔ اس وقت اللہ تعالےٰ نے ساری جماعت کے دل آپ کی طرف پھیر دیئے۔ اور ہر طرف سے اصرار ہوا کہ آپ بیعت لیں۔ مگر آپنے کئی بار انکار کیا۔ اس موقعہ پر آپ نے جو تقریر فرمائی وہ پڑھنے کے لائق ہے۔ آپنے فرمایا:-

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لڑکی حفیظہ کو خلیفہ بنالو۔ میر ناصر نواب۔ نواب محمد علی خاں یا محمود کو خلیفہ بنالو مگر خلافت کا قیام سلسلہ کے لئے ضروری ہے"

جب ہر طرف سے اصرار ہوا تو آپنے فرمایا میں بیعت لیتا ہوں مگر تم سب کو میری فرمانبرداری کرنی ہوگی۔

جولائی ۱۹۱۲ء میں بعض لوگوں نے جب خلیفہ کے اختیارات کے متعلق کچھ جھگڑا اٹھایا۔ تو حضور نے احمدیہ بلڈنگس میں ایک تقریر کی جس میں فرمایا:-

"تم سب کو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے ہمارے بادشاہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک کیا ہے۔ پھر اس کے مرنے کے بعد میرے ہاتھ پر تم کو تفرقہ سے بچایا۔ اس نعمت کی قدر کرو اور نکمی بحثوں میں نہ پڑو میں نے تمہیں بارہا کہا ہے اور قرآن مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا خدا کا کام ہے۔ انسان کا کام نہیں۔ آدم کو خلیفہ کس نے بنایا؟ اللہ تعالےٰ نے۔ فرمایا انی جاعل فی الارض خلیفہ۔ پس اگر کوئی مجھ پر اعتراض کرنیوالا فرشتہ بھی ہو۔ تو میں اسے کہوں گا کہ آدم کی خلافت کے سامنے سر بسجدہ ہو جاؤ۔ تو بہتر ہے۔ اگر وہ ابیٰ و استکبار کو اپنا شعار بنا کر ابلیس بنتا ہے۔ تو پھر یاد رکھے۔ کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ نے مجھے خلیفہ بنایا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں۔ نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ خلافت کی ردا مجھ سے چھین لے۔

محمود میرا کیسا فرمانبردار ہے۔ اور ایسا فرمانبردار کہ تم میں سے ایک بھی نہیں۔

سنو میرے دل میں کبھی خواہش نہ تھی کہ میں خلیفہ بنتا میں جب مرزا صاحب کا مرید نہ تھا تب بھی میرا یہی لباس تھا۔ میں امراء کے پاس بھی گیا اور معزز حیثیت سے گیا۔ مگر تب بھی یہی لباس تھا۔ مرید ہو کر بھی اسی حالت میں رہا۔ مرزا صاحب کی وفات کے بعد جو کچھ خدا نے کیا ہے۔ میرے وہم و خیال میں بھی یہ بات نہ تھی مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت نے چاہا اور اپنے مصالح سے چاہا اور مجھے تمہارا خلیفہ بنا دیا۔ میں کسی کا خوشامدی نہیں۔ نہ تمہاری نذر اور پرورش کا محتاج ہوں۔ اللہ تعالےٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ ایسا وہم بھی میرے دل میں گزرے۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے مخفی در مخفی خزانہ دیا ہے۔ میرے بیوی بچے تم میں سے کسی کے محتاج نہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ ان کا کفیل ہے۔ تم کسی کی کفالت کیا کروگے واللّٰہ غنی وانتم الفقراء

جو سنتا ہے وہ سن لے اور خوب سن لے۔ حضرت مسیح موعود کے بعد سلسلۂ خلافت ضروری ہے۔ دیکھو میری دعائیں عرش پر بھی سُنی جاتی ہیں۔ میرے مولیٰ میرے کام دعا سے پہلے کر دیتا ہے۔ میرے ساتھ لڑائی کرنا اللہ تعالےٰ سے لڑائی کرنا ہے۔ تم ایسی باتوں کو چھوڑ دو اور توبہ کر لو۔"

غرض آپ رضؓ نے خلافت کو جماعت احمدیہ میں مستحکم کر دیا

حلم

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ بہت ہی حلیم مزاج تھے خواہ کتنا ہی کام ہو۔ آپ کی طبیعت میں گھبراہٹ نہ پیدا ہوتی۔ ایک دفعہ بہت سے مرید اور مریض جمع تھے۔ آپ کام میں منہمک تھے اور خطوط لکھ رہے تھے۔ آپ کا ایک چھوٹا بچہ آیا اور دوات اُلٹ دی۔ کاغذات خراب ہو گئے آپنے صرف یہ کہا "میرے بچے دیکھو تم نے یہ کیا کر دیا؟" آپ اُس دریا کی طرح تھے جو اپنا راستہ طے کرتا ہوا چلا جاتا ہے اور کوئی چیز اُسے منزل مقصود تک پہنچنے سے روک نہیں سکتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عشق

آپ کی طبیعت بالکل نڈر واقع ہوئی تھی۔ صداقت کے اظہار میں آپ کبھی نہ جھجکتے۔ صدہا امیروں۔ نوابوں۔ راجوں مہاراجوں کے ساتھ نہایت جرأت اور دلیری سے وعظ فرماتے رہے۔ مگر یہی نور الدینؓ جس پر دنیا کے کسی بڑے سے بڑے حاکم کا ذرہ بھر بھی رعب نہ تھا اپنے آقا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے نہایت مسکین انسان تھا۔ حضور علیہ السلام کی مجلس میں نہ آنکھ اُٹھا کر دیکھتے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ سے مشورہ طلب فرماتے تو آپ کبھی اپنی رائے پر زور نہ دیتے۔ جو کچھ آپ کا آقا کہتا اس کے متعلق کہتے یہی درست ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی آپ سے اپنے سب مریدوں سے زیادہ اور غیر معمولی محبت کرتے۔ اور آپ کے لئے جناب باری میں دعا فرماتے۔

ہی کی تعریف میں حضور نے اپنی کتابوں میں بیسیوں صفحے لکھے ہیں۔ ایک موقعہ پر فرماتے ہیں کہ میری پیروی اس طرح کرتا ہے جسطرح نبض دل کی پیروی کرتی ہے۔ ہمارے مشن کو سب سے زیادہ اس شخص کے مال سے فائدہ پہنچا۔ اس کی بعض صفات پر مجھے رشک آتا ہے۔

کتابوں کا شوق

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ سب کچھ نور الدین نے بنایا۔ مگر ہم کہتے ہیں ہمیں جو کچھ ملا۔ مرزا سے ملا ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو کتابوں سے بے حد محبت تھی۔ مطالعہ کے بعد درسی کتب غریب طالب علموں کو دے دیا کرتے تھے۔ ہندوستان کے بہت سے مدرسوں کو آپ نے سینکڑوں کتب بھیجیں۔ اعلیٰ اور نادر کتب جمع کرنے کا آپ کو بہت شوق تھا۔ بہت سی کتب آپنے دنیا کی مختلف لائبریریوں سے نقل کرائیں۔ مصر کے کتب خانوں سے بعض کتابیں نقل کرنے کے لئے آپ نے مولوی غلام نبی صاحب کو روانہ کیا۔ اسوقت ہندوستان میں عربی اور فارسی کتب کے تین بڑے کتب خانے ہیں۔ بھوپال۔ رام پور اور بانکی پور مگر آپکا کتب خانہ کسی کتب خانہ سے کم نہیں۔ اندازہ ہے کہ حضور نے ایک لاکھ سے زائد روپیہ کتب پر خرچ کیا۔ آپ جو کتاب منگواتے اسے غور سے پڑھتے۔ مفید باتوں پر فٹ کا نشان اور غلط باتوں پر غ کا نشان بنا دیتے۔ بعض دفعہ حاشیہ پر نوٹ بھی کرتے جاتے۔ وفات سے چند دن پہلے وید کی دو کتب کے متعلق فرمایا۔ ان کو ہم نے ابھی ختم کیا ہے۔ ان کتب کا حجم تین ہزار صفحات پر مشتمل تھا۔

خوش اخلاق

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ ہر شخص سے ایسے اخلاق سے پیش آتے۔ اور اس سے ایسا کلام فرماتے کہ مخاطب سمجھتا کہ حضور مجھ سے بڑی محبت کرتے ہیں۔

ترک وطن

اول اول حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ملاقات کے لئے چند دن کے لئے قادیان تشریف لائے۔ سکونتی مکان اور مطب کی عمارت بھیرہ میں زیر تعمیر تھی۔ جب جانے کی اجازت چاہی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا مولوی صاحب ابھی ٹھہر جائیں۔ چند دن کے بعد پھر اجازت مانگی۔ تو پھر وہی جواب ملا۔ تیسری دفعہ اجازت مانگی تو حضور علیہ السلام نے وحی الٰہی کی بنا پر فرمایا کہ مولوی صاحب اب بھیرہ کا خیال چھوڑ دیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اس کے بعد ہمیں کبھی بھیرہ کا خیال نہیں آیا۔ مسٹر سی۔ ایل آنند پرنسپل لاکالج نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ خلیفہ اول نے مجھے لکھا۔ اب ہم تو بھیرہ نہیں آئیں گے۔ ملاقات کے لئے تمہیں قادیان آنا ہوگا۔

نمایاں اوصاف

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی سیرت کے مطالعہ سے حضور کے مندرجہ ذیل اوصاف بہت نمایاں نظر آتے ہیں:۔

(۱) توکل۔ تدین اور خدا پر بھروسہ (۲) ذہانت (۳) کشادہ دلی (۴) حاضر جوابی۔ حسن جواب اور حسن تبلیغ (۵) سخاوت (۶) وسعت قلبی۔ ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ؏

اللہ تعالیٰ ہمارے اس آقائے مغفور کو غریق رحمت کرے ان سے محبت کرنے والے اور ان کی اولاد پھولے پھلے اور خادم دین ہو ؏

سیدنا محمود ایدہ اللہ تعالیٰ

پیارے مشفق باپ تیری محبتوں عنایتوں۔ دعاؤں اور احسانوں اور مہربانیوں کا شکریہ نہ ہم تیری زندگی میں ادا کر سکے نہ اب کر سکتے ہیں۔ ہاں اپنے مولیٰ کے حضور جس کا تو سچا عاشق تھا اور جس کی جناب میں تو دن رات دعائیں کیا کرتا تھا۔ عاجزانہ التجا کرتے ہیں کہ وہ جنت الفردوس میں تجھے بلند سے بلند تر مقامات عطا فرمائے اور تیری سب دعائیں جو تو نے آخری دم تک کیں قبول فرمائے۔ تیرے بچے تیری طرح دنیا کے لئے نمونہ ہدایت ہوں اور بھولی بھٹکی مخلوق کو اپنے باپ کی طرح سیدھے راستے پر لانے والے بنیں۔

یہ تیری ہی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ آج خدا تعالےٰ نے ہمیں سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ تعالےٰ آقا بخشا۔ آج تو ہم میں نہیں۔ مگر تیرا لاڈلا۔ تیری دعاؤں اور امیدوں کا مرکز سیدنا محمود ہم میں موجود ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تیری ساری دعائیں اس کے حق میں قبول فرمائی ہیں ایک دفعہ تجھے بہت تکلیف پہنچی تو تو نے دعا کی تھی کہ الٰہی اسلام پر بڑا تبر چل رہا ہے۔ مسلمان اول تو سست ہیں۔ پھر دین سے بےخبر اسلام قرآن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے خبر ہیں۔ تو ان میں ایسا آدمی پیدا کر جس میں قومیت کا جذبہ ہو۔ ہمت بلند رکھتا ہو قوت استقلال رکھتا ہو۔ دعاؤں کا مانگنے والا ہو۔ قرآن و صحیح حدیث سے باخبر ہو۔ پھر اس کو ایک جماعت بخش۔ اور پھر وہ جماعت ایسی ہو جو نفاق سے پاک ہو۔ اس جماعت کے لوگوں میں جذب ہمت اور استقلال ہو۔ قرآن و حدیث سے واقف ہوں اور ان پر عامل ہوں۔ دعاؤں کے مانگنے والے ہوں ابتلاء تو ضرور آئیں گے۔ ابتلاؤں میں ان کو ثابت قدمی عطا فرما۔ سو تیری روح خوش ہو کہ تیری دعائیں خدا تعالےٰ نے قبول فرمائیں ؏ (عبدالوہاب عمر خلف حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ)

(الفضل)

موجودہ تعلیم کا ایک تاریک رُخ

والدین کو ہندوستانی یونیورسٹیوں سے عام شکایت ہے کہ ان کی اولاد ان کے نصب العین کے مطابق تیار ہو کر نہیں نکلتی۔ مثلاً ایک صاحب نے اپنے صاحبزادہ بلند اقبال کو بہزار امید و تمنا اس خیال سے تعلیم دلائی کہ وہ ڈپٹی کلکٹر یا ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ بن جائے۔ چنانچہ ڈپٹی کلکٹر یا ڈی ایس پی کے ابا بننے کے شوق میں انھوں نے اپنا تمام اندوختہ نچھاور کردیا۔ لیکن جب صاحبزادہ صاحب فارغ التحصیل ہو کر تشریف لائے۔ تو کئی برس تک تو بیکار بیٹھے رہے پھر بمشکل تمام و بہزار دقت ملازمت حاصل بھی کی تو صرف ۱۲ روپیہ کی کانسٹبلی۔

اسی طرح ڈاکٹر انجنیئر، ماہر سائنس، ہیڈ ماسٹر وغیرہ کے ابا بننے والے شوقین یہی دیکھتے ہیں کہ ان کا بیٹا علی الترتیب کورٹ کلرک۔ پوسٹل کلرک۔ ٹکٹ کلکٹر۔ کمپونڈر بنا ہوا نظر آتا ہے۔ غرضیکہ ہندوستانی طریقہ تعلیم کو یہ شرف حاصل ہے کہ اگر تجارت میں مہارت حاصل کی جائے تو ملازمت اختیار کرنی پڑتی ہے۔ اور اگر کلرکی سیکھی جائے تو تجارت کرنا پڑتی ہے اسی لئے ہندوستان میں بیروزگاری اور ناکامی کا دور دورہ ہے طریقہ تعلیم کے نقائص کے ہزارہا ثبوت آپ پڑھ اور دیکھ چکے ہوں گے۔ لیکن آج ہم ایک دلچسپ ثبوت پیش کرتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوگا کہ ہماری یونیورسٹیاں کیسے کیسے قابل افراد پیدا کرتی ہیں۔ یعنی صوبہ مدراس میں ایک آسامی خالی تھی حکومت نے اعلان کیا۔ تو امیدواروں کی فوج نمودار ہوگئی

یہ اسامی امتحان مقابلہ کے بعد مل سکتی تھی، چنانچہ امتحان ہوا اور معلومات عامہ کے سلسلے میں سوالات کیئے گئے. جن کے دلچسپ جوابات یہ ہیں:-

دریافت کیا گیا کہ رامائن اور مہابھارت کیا چیزیں ہیں؟ جواب دینے والا ہندو و مدراسی نوجوان تھا. شاید یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ مدراس میں ہندو دھرم پر کس قدر سختی سے عمل کیا جاتا ہے. اور یہ شرف صرف صوبہ مدراس ہی کو حاصل ہے کہ وہاں کا اچھوت سڑکوں پر آواز لگاتے ہوئے چلتا ہے کہ میں اچھوت ہوں. برہمن دیوتا احتیاط کریں. بہرحال جواب دیا گیا کہ رامائن اور مہابھارت مدراس کے دو اخبار ہیں.

دوسرے ہندو نوجوان نے جس کی نظر ذرا زیادہ وسیع اور مغربی تہذیب و تمدن سے واقف تھی. اسی سوال کا یہ جواب دیا کہ رامائن اور مہابھارت دو فلمیں ہیں جنہیں ہندو عورتیں بڑی خوش اسلوبی اور مسرت سے دیکھتی ہیں. اور یہ دونوں فلمیں بڑی مقبول اور منفعت بخش ہیں،

اب آپ ہی فرمائیں کہ جو نوجوان ہندو ہونے کے باوجود رامائن اور مہابھارت سے واقف نہ ہوں اُن کی زندگی کس طرح کامیاب گذر سکتی ہے. لیکن ہماری سرکار نامدار ہے کہ اسی طریق تعلیم اور اسی واقفیت کو مناسب سمجھتی ہے.

دوسرا سوال. اور اس کا جواب بھی سُن لیجئے. پوچھا گیا کہ مدراس میں کون سی زبان بولی جاتی ہے، اور اڑیا زبان کس علاقے کے لوگ بولتے ہیں؟ تو ایک نوجوان نے جواب دیا کہ مدراس میں رامائن اور مہابھارت زبانیں بولی جاتی ہیں اور اڑیا زبان زیادہ تر پنجاب، دہلی. آگرہ اور شملہ میں بولی جاتی ہے فرمایئے اس علم اور ہندوستان کی آئندہ درخشانی کا کیا ٹھکانا، سچ ہے اُردو روس کی زبان ہے اور پنجابی جرمنی میں بولی جاتی ہے. اسیطرح چینی انگلستان میں اور جاپانی فرانس میں.

تیسرا سوال یہ تھا کہ کشمیر، سندھ اور احمد آباد کہاں واقع ہیں. ایک نوجوان نے جواب دیا. اور کتنا صحیح جواب دیا کہ کشمیر سندھ اور احمد آباد احاطہ بنگال کے تین اضلاع ہیں. جو حکومت نے ازراہ نوازش دے دیئے ہیں. مقامات کا محل وقوع تو الگ رہا. یہ حکومت کی خاتمیت کا راز آج ہی معلوم ہوا. لیکن کس حکومت نے دیئے اور کس کو دیئے یہ پتہ نہ چل سکا.

چوتھا سوال سنیئے، پوچھا گیا کہ "تبت کا لاما" کس کو کہتے ہیں. تو ایک امیدوار نے جواب دیا کہ وہ سیال مادہ ہے جو آتش فشاں پہاڑوں سے نکلتا ہے. دوسرے نے کہا حساب کا ایک فارمولا ہے. تیسرے صاحب نے فرمایا برما میں ایک قسم کا درخت ہوتا ہے جسے لامہ کہتے ہیں. اور چوتھے صاحب نے کہا کہ انگلستان میں ایک پرندے کا نام ہے.

پانچواں سوال تھا کہ مرغ کسے کہتے ہیں؟ ایک صاحب فرماتے ہیں کہ مرغ ایک پرندہ ہے. جو بیک وقت پندرہ بیس انڈے دیتا ہے. چھٹا سوال مرغی کے متعلق تھا. جس کا جواب یہ ملا کہ مرغی بھی ایک پرندہ ہے جو مونث ہے اور انڈے دیتی ہے. گویا مدراس میں مرغ بھی انڈے دیتا ہے اور مرغی بھی.

سوالات اور جوابات پر اچھی طرح غور کر جایئے اور ہنسنے کے بجائے یہ سوچیے کہ وہ وقت کب آنیوالا ہے. جب سوال کیا جائے گا کہ تم کون ہو. تو ہندوستان کا گریجوایٹ جواب دیگا. کہ میں گدھا ہوں. اگر نصاب تعلیم اور طریق تعلیم میں تبدیلی نہ کی گئی تو کیا یہ دن دور ہیں. (مدینہ)

نیشنل لیگ قادیان کا ایک غیر معمولی جلسہ

مخالفین کی امن شکن اور متشددانہ حرکات کے خلاف صدائے احتجاج

قادیان ۱۰ مارچ. آج ۹ بجے بعدازاں مقامی نیشنل لیگ کا ایک اجلاس عام زیر صدارت جناب شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ صدر آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور منعقد ہوا. جس میں مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری نے ہندوستان کے دارالسلطنت دہلی اور پنجاب کے دارالسلطنت لاہور کے ان تازہ واقعات کا ذکر کرتے ہوئے جن میں احراری عنصر نے احمدیوں کے خلاف تشدد اور جبر کا استعمال کیا. اور قانون شکنی کے مرتکب ہوئے. جماعت احمدیہ کو اور زیادہ منظم اور تبلیغ میں سرگرم ہونے کی طرف توجہ دلائی. چونکہ آپ نے دہلی کا واقعہ بچشم خود دیکھا تھا. اس لئے بر عایت وقت بتایا کہ مخالف علماء جب میدان دلائل میں بالکل لاجواب ہوگئے تو کس طرح تشدد پر اتر آئے. احمدی اصحاب نے باوجود نہایت قلیل التعداد ہونے کے نہایت پامردی سے تشدد برداشت کیا. بعض لہولہان بھی ہوگئے. جنھیں ہسپتال لیجانا پڑا مگر باوجود اس کے خوش تھے. کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں انھیں تکلیف اٹھانے کا موقع ملا.

مولوی صاحب کی تقریر کے بعد حسب ذیل قرار دادیں حاضرین کی متفقہ رائے سے پاس کی گئیں.

(۱) نیشنل لیگ قادیان کا یہ اجلاس عام ان احرار کے خلاف اظہار نفرت کرتا ہے. جنہوں نے دہلی میں ہمارے علماء اور دوسرے بھائیوں پر بلاوجہ حملہ کرکے کئی ایک کو مجروح کیا. اور اپنے زخمی بھائیوں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں تکلیف اُٹھانے کا موقع حاصل ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہے.

(۲) نیشنل لیگ قادیان کا یہ اجلاس عام اپنے محترم بھائی چودھری اسد اللہ خان صاحب بیرسٹر قائد اعظم نیشنل لیگ اور حکیم عبدالرحیم صاحب پر حملہ کرنے والے احرار کی کمینہ اور اخلاق سوز حرکت پر اظہار نفرین کرتا ہے. اور اپنے محترم بھائی جناب چودھری صاحب کو خصوصیت کے ساتھ مبارکباد پیش کرتا ہے کہ انھیں ایک بار پھر راہ خدا میں تکلیف اٹھانے بلکہ زخمی ہونے کا موقعہ میسر آیا.

(۳) ان ریزولیوشنز کی نقول جماعت احمدیہ دہلی چوہدری اسد اللہ خان صاحب بیرسٹر اور پریس کو بھجوائی جائیں.

آخر میں جناب صدر نے اس لئے مختصر تقریر فرمائی. کہ آج کل امتحانات شروع ہیں. اور انتظامات ملکی میں ہونے والے تغیرات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نیشنل لیگ کے ممبروں کو ہوشیار اور بیدار رہنے کی تاکید فرمائی.

نئی دہلی. ۱۴ مارچ. مسٹر جناح نے ایک اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ عہدے قبول کرکے آئین نو تباہ کرنے کا خیال بالکل مضحکہ خیز ہے. اگر کانگرس عہدے قبول کرے تو اس کا یہی مطلب ہے کہ وہ آئین نو کی حامی ہے.

ماہِ مارچ میں امرت دھارا اور اس کے مرکبات وکشتہ سونا درجہ اول ۳/۴ قیمت پر باقی تمام ادویات وکتب نصف قیمت پر منگوا لیں!

۳۱ مارچ تک

مندرجہ ذیل دوائی مندرجہ قیمتوں سے نصف قیمت پر مل رہی ہے!

فہرست جن کے پاس نہیں فوراً خط لکھکر منگوا لیں!

اگر چاہتے ہو کہ جوانی کی کرنیں تمہارے جسم میں دوڑنے لگیں اور سچے معنوں میں جوان کہلاؤ بوڑھے ہو تو بڑھاپا جوانی میں بدلنا شروع ہو جاوے تو جناب کبھی نو مود ویدیہ بھوشن پنڈت ٹھاکر دت جی شرما ویدیہ موجد امرت دھارا واشو گری کی تیار کردہ

کرن جوانی

کو استعمال کرو اور دوسرے ہزاروں اشخاص کی مانند آپ بھی فائدہ اٹھاؤ!

چند خطوط کا خلاصہ ضرور پڑھیے

جناب مینجر صاحب! میں نے دو عدد شیشی کرن جوانی ماہ جنوری ۱۹۳۶ء میں آپ سے منگوائی تھیں اس دوائی کے استعمال سے پیشتر میں نے دو انگریزی پیٹنٹ ادویات جو قیمت میں اس سے زیادہ تھیں استعمال کیں مگر کرن جوانی کے مقابل میں کچھ بھی مفید ثابت نہ ہوئیں کرن جوانی کے استعمال سے میرا وزن بڑھ گیا۔ خوراک خوب ہضم ہونے لگی۔ رنگ سرخ ہو گیا۔ دل میں ہر وقت چستی اور خوشی سی رہنے لگی میرے دوست حیران تھے کہ میری صحت میں ایکدم کیسے تبدیلی ہو گئی ہے۔ بمقابلہ انصاف یہ کہوں گا کہ کرن جوانی واقعی آپکے کارخانہ کی ایک لاجواب فخریہ ہمہ صفت موصوف ایجاد ہے۔

(چوہدری محمد سعید بیس کلرک مردان چھاونی)

شریمان پنڈت جی! سادر نمسکار۔ کرن جوانی کی تین ہزار گولیاں آپکے یہاں سے منگوائی تھیں جو لوگوں کو لابھ کر رہی ہیں اور آگے پورے پورے لابھ کی آشا ہے ابھی میرے پاس سٹاک ہیں۔ ۵۰۰ گولیاں ہیں ایک ہفتہ تک پھر منگواؤں گا۔

(ویدیہ راج پنڈت ہال کرشن)

شریمان مالک جیون رسائن کاریالیہ بھوپال) جناب مینجر صاحب ست سری اکال! کرن جوانی آپ سے منگوائی تھی وہ بہت ہی مفید ثابت ہوئی ہے چند ہی دنوں میں کلی آرام ہو گیا ہے جو کسی قسم کی دوائیاں اور کئی عرصہ کے استعمال سے نہیں ہوا تھا۔

(دیوان سنگھ منڈی کاموںکے)

جناب من السلیم! میں نے جو کرن جوانی کی گولیاں آپ سے منگوائی تھیں درحقیقت انہوں نے بہت ہی فائدہ کیا جو شکایات اعضاء مخصوصہ میں تھیں سب دور ہو گئیں سینکڑوں ادویات استعمال کرنے کے بعد آپکی کرن جوانی نے معجزہ کا کام کیا اب انشاء اللہ جس وقت کسی شخص کو ضرورت ہوگی۔ آپ سے طلب کیجایا کریگی۔

(شیخ احمد حسین سوداگر)

جناب من تسلیم! آپ سے جو کرن جوانی میں نے منگوائی تھی۔ وہ اپنے مریض کو استعمال کرائی ہے اس سے بہت ہی فائدہ ہوا ہے اس سے بڑھکر اور دوائی ملنی مشکل ہے

(ہردوارام ایشر داس حکیم)

کرن جوانی کی بڑے غور و خوص کے بعد یہ ایک نئی اکسیر تیار کی ہے۔ جو کہ جسمانی ان غدود جن کی رسوں سے جوانی قائم رہتی ہے سیدھا اثر کرتی ہے اور جانداروں کے غدود کھانے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس کے کھانے سے دل دماغ معدہ جگر گردہ مثانہ طحال۔ آنت اور باہ پر اچھا اثر ہونے لگتا ہے دن بدن دماغ روشن ہوتا جاتا ہے دل میں خوشی و امنگ بڑھتی ہے جگر صاف ہوکر رنگ خوبصورت و سرخ ہونے لگتا ہے۔ نزلہ۔ زکام۔ کھانسی دور ہونے لگتی ہیں بھوک بڑھتی ہے۔ کھایا پیا ہضم ہوتا ہے پاخانہ صاف ہوتا ہے۔ جریان۔ رقت۔ احتلام وغیرہ دور ہو کر باہ بڑھنے لگتی ہے۔ سرعت دور ہوکر امساک پیدا ہوتا ہے اور بڑھاپے میں جوانی کی امنگیں اٹھنے لگتی ہیں اور جوانوں کو اصل جوانی حاصل ہوتی ہے۔ نئی جوانی قائم رکھنے کے لئے بے نظیر ثابت ہوئی ہے۔ جوانی میں بال سفید ہوں تو سیاہ ہو جاتے ہیں قیمت ۴۸ گولی ایک روپیہ۔ یکصد گولی چار روپے۔

مفصل حالات کے لئے رسالہ امراض مخصوصہ مردان مفت طلب فرماویں ۔ خط و کتابت و تار کا پتہ:۔ امرت دھارا ۵۳ لاہور

المشتہر

مینجر امرت دھارا اوشدھالیہ۔ امرت دھارا بھون۔ امرت دھارا روڈ۔ امرت دھارا ڈاک خانہ۔ لاہور

ماہ مارچ میں امرت دھارا اور اسکے مرکبات ½ قیمت پر اور باقی ادویات و کتب نصف قیمت پر منگوائیں!

پنڈت ٹھاکر دت شرما وید موجد امرت دھارا کی چند ادویات جو کہ ہزارہا انسانوں کو نفع پہنچا چکی ہیں!

امرت دھارا کے چھتیسویں ۳۶ سالانہ جلسہ کی خوشی میں ۱۵ء

یکم مارچ سے ۳۱ مارچ تک کسی بھی ڈاکخانہ میں خط ڈالنے سے نصف قیمت پر منگوائیں!

(نیچے اصل قیمتیں درج ہیں ان سے آدھی لی جاویگی)

گندھا رس رجسٹرڈ سخت سے سخت اور پرانے سے پرانے سہال پیچش سنگرہنی وغیرہ چند یوم میں کافور۔ اکثر ایک ہی خوراک سے دست پیچش وغیرہ کو آرام آتا ہے قیمت فی تولہ ایک روپیہ۔ ۶ ماشہ ۸/۔ نمونہ ۲/

عرق بخار رجسٹرڈ موسمی بخار۔ ملیریا ہر قسم۔ روزانہ۔ تیئہ۔ چوتھیہ وغیرہ وسب اس ایک دوائی کے تین دن کھانے سے قطعی دور ہو جاتے ہیں۔ قیمت فی شیشی خوراک تین یوم صرف ۸/

درد شکن رجسٹرڈ اس دوائی کی ایک ہی پوڑیہ کھانے سے پانچ منٹ کے اندر چاہے کسی قسم کا درد ہو۔ اور آنکھ۔ دانت۔ ناک۔ کان۔ کمر۔ جوڑ وغیرہ کسی جگہ درد ہو جاتا رہتا ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔ نمونہ ۴/

اکھ روشن آنکھوں کی تمام امراض۔ دھند۔ جالا۔ پانی۔ خارش وغیرہ کو اکسیر ہے قیمت فی تولہ ۱۲/۔ ۶ ماشہ ۶/

چت موہنی رجسٹرڈ چہرے کے بدنما داغ۔ کیل چھائیاں وغیرہ دور ہو کر چہرہ صاف ہوتا ہے اور جھریاں نہیں پڑتی ہیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔ نمونہ چار آنے

دل سُندری (رجسٹرڈ) یہ تیل ہے جو چہرہ کو چمکاتا ہے اور داغ۔ کیل وغیرہ کو دور کرتا ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔ نمونہ ۴/

بال اڑانیکی بے نظیر دوائی اس سے ایک منٹ کے اندر سخت سے سخت اور نرم سے نرم جگہ کے بال بصفائی کمال جڑھ سے دور ہوتے ہیں قیمت فی ڈبیہ ۶/ نمونہ ۱/

منجن ۶/ دیسی طرز کا کاربالک منجن ہے۔ دیسی ادویات کاربالک ایسڈ کی ملاوٹ سے بنتا ہے ولایتی سے زیادہ مفید ہے۔ درد بند ہوتی ہے اور ہلتے دانتوں کو مضبوط کر دیتا ہے۔ قیمت فی ڈبیہ ۸/ نمونہ ۲/

باغ پھول تیل رجسٹرڈ بالوں پر تمام تیلوں کا سرتاج ہے بالوں کو نرم و ملائم کرتا ہے بڑھاتا ہے سیاہی قائم رکھتا ہے قیمت فی شیشی ۱۲/

دوائی بواسیر ۲/ خونی و بادی ہر قسم کی بواسیر کے واسطے بے نظیر ہے قیمت دو روپے (عہ) نمونہ ۴/

دوائی تلی ۲/ تاپ تلی دطحال کے واسطے بے نظیر دوائی ہے۔ ہاضمہ کو تیز کرتی ہے۔ قیمت دو روپے۔ نمونہ ۴/

کرکول ہاضمہ کیلئے بے نظیر دوائی ہے۔ معدے و آنتوں کی تمام تکالیف کو دور کرتی ہے قیمت ۶۰ گولی دو روپے۔ ۳۰ گولی ایک روپیہ۔ نمونہ ۴/

میٹھا پھل حمل کے دو ماہ بعد استعمال کراویں۔ شرطیہ لڑکا ہی ہوگا۔ اگر لڑکی ہو تو قیمت واپس قیمت دس روپے (عنا)

آرام جان جن کو دائمی قبض ہے۔ وہ ان کو کھایا کریں۔ آہستہ آہستہ بیماری دور ہو جاوے گی قیمت ۳۲ گولی ایک روپیہ۔ ۱۶ گولی ۸/

اکسیر ۱/ کمزوری و ضعف کی بے نظیر دوائی ہے مقوی۔ بہی ورفع جریان وغیرہ ہے بوڑھے کو جوان بناتی ہے۔ قیمت ۴۶ گولی چار روپے۔ نمونہ ۸/

کرن جوانی اس میں حیوانی غدودیا ان کے رس نہیں ہیں۔ پھر بھی تمام اعضائے رئیسہ اور غدود پر اس کا اثر ہوتا ہے۔ اور جوانی کی کرنیں جسم میں دوڑنے لگتی ہیں ضعف باہ اور متعلقہ امراض نیز نزلہ۔ زکام سستی اعصاب وغیرہ دور ہوتی ہیں رنگت نکھرتی اور جھریاں بھی دور ہو جاتی ہیں قیمت یکصد گولی چار روپیہ۔ ۴۴ گولی ایک روپیہ

طلاء ۱۴/ یہ طلاؤں کا بادشاہ ہے۔ اس طلاء کے برابر تمام نقائص کو دور کر کے رگ رگ پٹھے پٹھے کے اندر روح پھونکنے والا کوئی دوسرا طلاء نہیں ہے قیمت چھ روپے۔ نصف تین روپیہ۔

سوما وتی عورتوں کے سفید پانی جریان۔ لیوکوریا۔ سیلان رطوبت کی اکسیر دوائی ہے۔ قیمت دو روپے۔ نمونہ ۱۲/

بال سکھ بچوں کی امراض۔ بدہضمی قبض دست کھانسی وغیرہ کیلئے بے نظیر قیمت ایک روپیہ۔ نمونہ ۴/

سارسا رشٹ مرکب یہ دوائی خون کو صاف کر کے جسم کو کندن کی طرح کر دیتی ہے قیمت دو روپے۔ نمونہ ۶/

مفصل فہرست ادویات و کتب مفت طلب کریں!

خط و کتابت و تار کا پتہ:۔ "امرت دھارا" ۵۳ لاہور

موتی سرمہ — مہنگا روئے ایکبار سستا روئے بار بار

موتی سرمہ جو جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے

جس نے ایکدفعہ بھی استعمال کیا وہ ہمیشہ کے لئے گرویدہ ہو گیا۔ کیونکہ یہ سرمہ ضعف بصر ککرے۔ جلن۔ جالا۔ پھولا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندہ۔ ابتدائی موتیا بند وغیرہ غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھتے ہیں وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پاتے ہیں۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے (۲/۸) محصولڈاک علاوہ

جناب ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب کنٹونمنٹ سپرنٹنڈنٹ فیروزپور چھاؤنی

سے تحریر فرماتے ہیں کہ "آپ کے موتی سرمہ کی خدا کے فضل و کرم سے فیروزپور میں دھوم مچ گئی ہے۔ میری آنکھیں مجھے قریبًا قریبًا جواب ہی دے چکی تھیں۔ خیال تھا کہ موگہ جا کر آنکھوں کا علاج کراؤں اچانک الفضل پڑھتے پڑھتے آپکے اشتہار پر نظر پڑی۔ منگوایا۔ استعمال کیا۔ سرمہ کیا ہے گویا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا کرشمہ ہے۔ میں تو کیا جس جس نے بھی استعمال کیا اس کے مسیحائی اثر کو دیکھ کر حیرت میں رہ گیا۔ براہ کرم سات تولہ موتی سرمہ علیحدہ علیحدہ سات شیشیوں میں بذریعہ وی۔پی جلد بھیج دیجئے"

جناب ڈاکٹر سید رشید احمد صاحب آئی۔ایم۔ڈی انڈین ملٹری ہسپتال میمیو (برما)

سے لکھتے ہیں کہ "پہلے ایک تولہ سرمہ آپ سے منگوایا۔ بیوی بچوں کو اس سے بہت ہی فائدہ ہوا۔ اوروں کو بھی فائدہ مند ہوا۔ جزاک اللہ احسن الجزاء۔ اب ایک تولہ اور بذریعہ وی پی بھیج دیں"

جناب ڈاکٹر محمد صدیق صاحب ایس۔اے۔ایس جنرل ہسپتال اکیاب (برما)

سے تحریر فرماتے ہیں کہ "پہلے بھی آپ کا موتی سرمہ لوگوں کو منگوا کر دیا۔ بہت ہی فائدہ ہوا۔ اب مجھے اپنے لئے خود ضرورت ہے۔ ایک تولہ جلد بذریعہ وی۔پی ارسال فرمائیے"

جناب ڈاکٹر بشیری صاحب میڈیکل آفیسر انچارج نمبر اسکیشن ہسپتال عدن

سے تحریر فرماتے ہیں کہ "آپ سے جو ایک تولہ موتی سرمہ منگوایا تھا۔ وہ ختم ہو چکا ہے۔ ایک تولہ اور بھیجئے۔ یہاں پر اس کی مانگ بہت زیادہ ہے۔ بہتر ہو کہ آپ کسی لوکل تاجر سے خط و کتابت کرکے اسے مارکیٹ میں مشہور کریں۔ تجربہ میں یہ اس قدر مفید ثابت ہوا ہے کہ میں اپنے مریضوں کو صرف اسی کے استعمال کرنے کی ہدایت کرتا ہوں۔ اور نتائج نہایت خوشگوار رہتے ہیں"

چیلنج

اگرچہ سب ہی کہتے ہیں کہ میری چیز اچھی ہے۔ مگر ع
"مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید"

موتی سرمہ کے اعلیٰ ہونے کے متعلق بڑے بڑے ڈاکٹر صاحبان کی قیمتی رائیں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں اگر اور کسی کے پاس بھی ایسی اعلیٰ چیز ہو تو وہ بھی اس پایہ کی شہادتیں اپنے سرمہ کی نسبت پیش کرے لہٰذا اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ قادیان میں بہترین سرمہ موتی سرمہ ہی ہے۔

اکسیر اکبر

دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے۔ جو ضعیف دل۔ ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب ضعف ہاضمہ۔ ضعف بصر۔ قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا۔ دل کی دھڑکن۔ سر چکرانا۔ آنکھوں میں اندھیرا آنا۔ سستی۔ اوداسی۔ غرضیکہ جملہ کمزوریوں کے دور کرنے میں تیر بہدف۔ فرحت اور تازگی بخشنے کے لئے لاثانی۔ دل میں نئی امنگ۔ اعضاء میں نئی زندگی۔ دماغ میں نئی جولانی۔ کمزور کو زور آور۔ اور زور آور کو شاہ زور۔ نامرد کو مرد اور مرد کو جواں مرد بنانے کے لئے اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ سونے کے کشتے۔ کستوری۔ عنبر۔ لوہبین وغیرہ بیش بہا قیمتی اجزا کا مرکب ہے ایک ماہ کی خوراک کی قیمت بیس روپے (عـ۲۰ـہ) جو اس کے بیش بہا اور قیمتی اجزا اور فوائد کثیر کے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی

جناب ڈاکٹر شیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکہارٹ ضلع کوہاٹ

سے لکھتے ہیں کہ "اکسیر اکبر جو ایک ماہ کی خوراک آپ سے منگوائی تھی ایک مریض جس کی عمر پینتالیس (۴۵) سال سے بھی متجاوز ہو چکی تھی۔ اور جس کو کمزوری عرصہ پچیس (۲۵) سال سے تھی استعمال کرائی گئی۔ استعمال کے بعد حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہیں ہوئی تھی۔ یعنی اکسیر اکبر کے استعمال کے بعد اس کی صحت ایسی ہو گئی جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے"

جناب خان صاحب محمد روشن خان صاحب انسپکٹر پولیس دیناج پور سے

تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے میں آپ کا شکریہ ادا کروں۔ آپ کی مرسلہ اکسیر اکبر کے ذریعہ خداوند کریم نے مجھے دوبارہ زندگی عطا فرمائی۔ الحمد للہ اب کامل صحت ہے۔ اور اکسیر اکبر کے استعمال سے طاقت بدنی اپنی اصلی حالت پر آ گئی۔ میں آپ کا بہت شکرگزار ہوں" اجزا کے زیادہ بیش بہا اور قیمتی ہونے کے مقابلہ میں سستی مگر فوائد کے لحاظ سے سینکڑوں روپیہ کی قیمتی ادویہ سے زیادہ مفید۔

اکسیر دمہ

اگرچہ بیماری تو ہر ایک ہی تکلیف دہ ہوتی ہے۔ مگر مرض دمہ سے تو خدا کی پناہ۔ کیونکہ یہ ایسا نامراد مرض ہے کہ اس کی وجہ سے نہ اٹھنے نہ بیٹھنے نہ سونے نہ جاگنے۔ نہ چلنے۔ حتیٰ کہ مریض کو کسی پہلو بھی چین نہیں آتا۔ اگر دمہ کے بیمار کو زندہ درگور کہا جائے تو یہ صحیح ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہر انسان کو اس موذی مرض سے بچائے۔ ہم نے سالہا سال کی محنت شاقہ اور وسیع تجربہ کے بعد اکسیر دمہ نامی دوا تیار کی ہے۔ جو زیادہ سے زیادہ دو ہفتہ میں خدا کے کرم سے اس ظالم مرض سے چھٹکارا کرا دیتی ہے۔ قیمت تین روپے محصولڈاک علاوہ

جناب ملک شیر محمد خاں صاحب رئیس کوٹ رحمت خان ضلع شیخوپورہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "سالانہ

جلسہ پر جو آپسے ادویہ اکسیر دمہ۔ اکسیر البدن اور اکسیر اکبر لایا استعمال کیں۔ حیران رہ جاتا ہوں اور خیال پر خیال آتا ہے کہ یہ نسخے آپنے کہاں سے حاصل کئے۔ اگر میں پورا پورا بیان کروں تو انشاء اللہ فلک بھی سر بسجود ہو جائے۔ بلاشبہ آپ کی ادویہ سے بجھتی ہوئی شمع پوری طاقت سے روشن ہو جاتی ہے۔ ان کی خوبیاں صرف استعمال سے ہی ظاہر ہو سکتی ہیں الفاظ میں کیسے بیان ہوں۔ آپ کی محنت اور کوشش پر بے ساختہ جزاک اللہ احسن الجزا کہنے کو جی چاہتا ہے۔ ان بے نظیر فوائد کے سامنے قیمت کی کوئی حقیقت نہیں سالانہ جلسے پر جو تکالیف اور عوارض عرض کئے تھے الحمد للہ وہ سب جاتے رہے۔ اب میں پوری صحت سے ہشاش بشاش ہوں"

مالک کا پتہ: مینجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب

کوڑیوں کے مول

آٹھ کتب کا سٹ خریدنے والوں سے بجائے پانچ روپے ایک آنہ کے صرف دو روپے آٹھ آنے۔ محصولڈاک علاوہ

آٹھ کتب کا سٹ خریدنے والوں سے بجائے پانچ روپے ایک آنہ کے صرف دو روپے آٹھ آنے۔ محصولڈاک علاوہ

حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

یہ وہ جامع کتاب ہے جس میں ہندوؤں کے کل عقائد (۱) وید سمرتی پران (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ یاترا (۴) جنیو (۵) مورتی پوجا (۶) تلک (۷) اوتار (۸) گئو پوجا (۹) مردے جلانا (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ (۱۲) سکھوں کے پانچ ککے۔ شری گرنتھ صاحب اور حضرت بابا نانک رح کے اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت ممدوح نے ان عقائد کی تردید کی ہے۔ اور اس کے خلاف مسلمانوں کے عقائد کے گورو صاحب دل و جان سے مؤید تھے۔ مثلاً کلمہ طیبہ (۲) نماز روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ پر ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت بابا نانک (۹) حضرت بابا نانک کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے۔ پھر اخیر میں اس کتاب میں نہایت مدلل و مبسوط مضمون تاریخی نقطہ خیال سے درج ہے۔ جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ شاہان اسلام گورو صاحبان کے ہمیشہ حامی و مددگار رہے۔ اور سکھوں نے پسینہ کی جگہ اپنا خون بہایا۔ اس کتاب کے متعلق ہندوستان کے بیس چوٹی کے اخبارات نے زبردست ریویو میں یہ ظاہر کیا ہے کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کے لئے بے نظیر کتاب ہے۔ قیمت ایک روپیہ بارہ آنے محصولڈاک علاوہ

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر

مضمون نام سے ظاہر ہے۔ اس میں سکھوں کی مسلمہ کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ گزشتہ زمانہ میں مسلمان سکھوں کے ہر آڑے وقت میں کام آتے رہے ہیں۔ سکھ گوروؤں کے پسینہ کی جگہ مسلمانوں نے اپنا خون بہایا۔ سکھ گوروؤں کی طرف سے مسلمان ہر مشکل میں سینہ سپر ہوئے۔ یہ رسالہ اس قدر مقبول ہوا کہ اس کے قیمتی مضمون کو بعض سکھ اخبارات نے فخریہ شائع کیا۔ ضرورت ہے۔ کہ

ایسا رسالہ نہایت وسیع پیمانہ پر شائع ہو۔

کہ ہمارے سکھ بھائی اپنے دوست دشمن کو بہتر سمجھ سکیں۔ قیمت پانچ آنے۔ محصولڈاک علاوہ

سکھ اور مسلمان

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار نور کا وہ لیکچر ہے جو گزشتہ سے پیوستہ سال مرکزی سالانہ جلسہ پر دیا گیا۔ پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ یہ لیکچر اس قدر مقبول عام ہوا کہ اس کا پہلا ایڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا۔ اب دوسرا ایڈیشن مزید اضافہ سے چھاپا گیا ہے۔ سکھوں میں تبلیغ کے لئے بہترین مبلغ ہے۔ قیمت فی کاپی آٹھ آنے۔ محصولڈاک علاوہ۔

سکھ مسلم اتحاد

یہ ایڈیٹر صاحب موصوف کا وہ لیکچر ہے۔ جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر دیا گیا۔ جسے حاضرین نے خاص اشتیاق سے سنا۔ اب دوستوں کے اصرار پر یہ رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔ اس رسالہ میں از روئے گرنتھ اور دیگر تاریخی کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ سکھوں کا اگر مضبوط قدموں پر اتحاد ہو سکتا ہے۔ تو مسلمانوں سے ہی۔ سکھ دوستوں کو دینے کے لئے بے نظیر تحفہ ہے۔ قیمت صرف آٹھ آنے محصولڈاک علاوہ۔

ہندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر۔ آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے۔ اس لئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس معرکۃ الآرا کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں:۔ (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں؟ (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگت کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سؤر کے روپ میں (۹) ایشور باونے کے روپ میں۔ (۱۰) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۱) رام اوتار (۱۲) دواپر یگ کے اوتار (۱۳) کرشن اوتار (۱۴) بدھ اوتار (۱۵) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی گواہی وغیرہ وغیرہ۔ گویا ہندوؤں کی وہ کتب جو ہزارہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں۔ اور آج تک ان کتب میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی۔ ان جملہ کتب کا نچوڑ ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔ محصولڈاک علاوہ۔

آریہ مذہب کی حقیقت

مارچ ۱۹۲۳ء میں جبکہ آریوں کی طرف سے راجپوتانہ میں ملکانہ ارتداد کی وبا کی آندھی چلی تھی اسوقت یہ کتاب اس ارتداد کی وبا کو روکنے کے لئے بہترین تریاق ثابت ہوئی تھی۔ اس کی تاثیر اور قبولیت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مسلم آؤٹ لک۔ زمیندار۔ سیاست وغیرہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ آج تک جس قدر کتب اس موضوع پر لکھی گئی ہیں یہ ان سب پر فائق ہے۔ مجھ سے اجازت لیکر بعض دوستوں نے سندھی اور گجراتی میں بھی ترجمہ کیا۔ اب یہ مزید اضافہ کے ساتھ چھپ گئی ہے۔ پہلے حجم ۸۰ صفحات تھا اب ۱۰۸ ہے۔ کاغذ لکھائی چھپائی سب اعلیٰ ہے۔ قیمت غیر مجلد چھ آنے جو تقریباً اصل لاگت ہے۔ ضرورت ہے کہ اس مجرب تبلیغی حربہ کی اشاعت نہایت وسیع پیمانہ پر ہو۔ اس لئے اس کی قیمت اصل لاگت ہی رکھی گئی ہے۔

گائے اور سکھ دھرم اور گورو کی بانی

دگور مکھی میں اور

یہ آٹھ کتب کا سٹ جس کی قیمت پانچ روپے ایک آنہ ہوتی ہے اکٹھا سٹ خریدنے والوں سے صرف دو روپے آٹھ آنے لئے جائیں گے۔ محصولڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر اخبار نور نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب